۱۵

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۸ ھ
۱۲ جولائی ۱۹۶۸ ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ: فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ، وَفِیْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہترین ان دنوں کا جن میں آفتاب طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا ہے۔ اسی دن میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی روز اس کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی روز وہ جنت سے نکالے گئے۔

ف- آدم علیہ السلام کا جنت سے جمعہ کے روز نکالا جانا جمعہ کی فضیلت کا سبب اس لئے ہوا کہ یہ خروج سبب اور باعث ہوا ولادت انبیاء کرام علیہم السلام اور خیر کثیر کا۔ سو اگر ذرا سا غور کیا جائے تو اس خروج کی فضیلت خودبخود سمجھ میں آ جاتی ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الامر۔

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَلَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ وَزِیَادَةُ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (بروز جمعہ) جو شخص وضو کرے اور خوب اچھی طرح سے وضو کرے، پھر جمعہ کے لئے آئے اور خاموش بیٹھا رہے اور خطبہ کو سنے تو اس کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ صغیرہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ اور تین دن اور مزید، اور جس نے اس (اثناء میں) کنکریوں کو ہاتھ لگایا تو اس نے فضول وقت برباد کیا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَلصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَیْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک تمام درمیانی زمانہ کے صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہیں۔ جب کہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ: "لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَیَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَیَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِیْنَ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ و حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لکڑی کے منبر پر فرماتے سنا ہے کہ لوگ جمعہ کے ترک کرنے سے باز رہیں (اور جمعہ پڑھتے رہیں) ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور پھر وہ غافلین میں شمار ہو جائیں گے (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْیَغْتَسِلْ"، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو اس کو غسل کرنا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "غُسْلُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ"، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جمعہ (کے دن) کا غسل ہر بالغ آدمی پر واجب ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَیَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَیَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ، اَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِهٖ، ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ، ثُمَّ یُصَلِّیْ مَا كُتِبَ لَهٗ، ثُمَّ یُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ، اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى"، رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ نہیں غسل کرتا کوئی شخص جمعہ کے روز اور جس قدر ممکن ہو پاکی حاصل کرے اور تیل لگائے اور جو خوشبو گھر میں موجود ہو اسے استعمال کرے، پھر گھر سے نماز کے لئے نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان مسجد میں گھس کر نہ بیٹھے اور پھر جس قدر خدا تعالیٰ نے اس کے لئے سنن و نوافل مقدر کئے ہیں وہ پڑھے۔ اور جب امام خطبہ دے تو خاموش بیٹھا ہے مگر یہ کہ اس کے تمام گناہ اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک معاف کر دئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ لَیْلًا فَقَالَ: "اَلَا تُصَلِّیَانِ؟"، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور حضرت فاطمہ کے پاس رات کو تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم صلوٰۃ اللیل نہیں پڑھتے (بخاری و مسلم)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۶۸ء | شمارہ ۱۰

گھڑ دوڑ پر پابندی کی قرار داد

مغربی پاکستان اسمبلی نے سرکاری پارٹی کے ایک رکن کی تحریک پر ایک غیر سرکاری قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی ہے جس میں گھڑ دوڑ کو مکمل طور پر بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور ابتدائی قدم کے طور پر حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ گھڑ دوڑ کی سرکاری سرپرستی ختم کر دے اور سرکاری افسروں کو ہدایت کرے کہ وہ کسی ریس کلب کے عہدے دار نہ بنیں۔ ریس کے گھوڑے نہ رکھیں اور ریس کلبوں کی سرگرمیوں سے بالکل الگ رہیں۔ اسمبلی کی کاروائی جو اخبارات میں شائع ہوئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس قرارداد کی حمایت میں نہ صرف غیر سرکاری پارٹی نے بلکہ سرکاری پارٹی کے کئی ارکان نے پُر جوش تقریریں کیں اور سب مقرروں نے اس بات پر زور دیا کہ ریس کی وجہ سے کئی برائیاں جنم لے رہی ہیں۔ اور اس سے رشوت ستانی اور چور بازاری کو فروغ حاصل ہو رہا ہے کیونکہ ناجائز طریقوں سے کمائی ہوئی دولت اور حرام کی کمائی ہی یہاں ٹھکانے لگائی جاتی ہے۔ نیز یہ مشغلہ چونکہ قمار بازی کی تعریف میں آتا ہے۔ اس لئے اسلام اور آئین پاکستان کی صریح خلاف ورزی کے مترادف ہے اور اس کا فوری طور پر ختم کیا جانا انتہائی ضروری ہے۔

ظاہر ہے مقررین نے اس سلسلے میں جو کچھ کہا وہ اپنی جگہ بالکل درست ہے اور اسلام قمار بازی کی کسی بھی صورت کو کسی حال میں جائز قرار نہیں دیتا مگر ہم اس حسن ظن میں بھی ہرگز مبتلا نہیں ہو سکتے کہ اس قرار داد پر عمل درآمد بھی ہوگا کیونکہ اس سے قبل ہی ایوان شراب نوشی پر مکمل پابندی عائد کرنے اور عائلی قوانین کو منسوخ کرنے کی بھی قراردادیں منظور کر چکا ہے اور ان کا حشر سب کے سامنے ہے — تاہم زیر بحث قرار داد کی منظوری بہت ہی مستحسن اور عوامی جذبات کے عین مطابق ہے۔ خدا کرے یہ نتیجہ خیز ثابت ہو اور اگر یہ نتیجہ خیز ثابت ہوئی تو اس سے عوام نہایت ہی خوش اور مطمئن ہوں گے اور اگر اس پر عمل درآمد نہ ہوا اور یہ قرارداد بھی ہوا میں اُڑ گئی تو اسمبلیوں کی حیثیت، طاقت اور اختیار کا ایک مظاہرہ ہو جائے گا۔ اور ان کی رہی سہی ساکھ بھی عوام کی نگاہ میں ختم ہو جائے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ نہ صرف اسی قرارداد پر عمل کیا جائے بلکہ نام نہاد کلبوں میں بھی قمار بازی کی مختلف صورتوں اور شراب نوشی پر پابندی عائد کی جائے تاکہ عوام مطمئن ہو جائیں اور اسمبلیوں کی ساکھ باقی رہ جائے۔

●

ڈاکٹر لقمان صاحب کو صدمہ

ہم بڑے رنج و غم کے ساتھ عرض کرتے ہیں ــ کہ گذشتہ ہفتہ جناب ڈاکٹر عبدالقوی لقمان صاحب ایم. بی. بی. ایس کی اہلیہ محترمہ طویل علالت کے بعد رحلت فرما گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

قارئین خدام الدین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔

اس صدمہ جانکاہ میں ادارہ محترم ڈاکٹر صاحب کا شریک غم ہے نیز مرحومہ و مغفورہ کے بھائی جناب غلام محی الدین صاحب جناب عبدالحفیظ صاحب، جناب اخلاص صاحب، جناب افضل صاحب جناب افضال صاحب، جناب اشفاق صاحب کو تعزیت پیش کرتے ہوئے ادارہ ان کے غم کو اپنا غم خیال کرتا ہے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں بلند درجات نصیب فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

مجلس ذکر ۲۱ ربیع الاوّل ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۷ر جون ۱۹۶۸ء

زندگی بے بندگی شرمندگی

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى: اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ :-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (پ ۲۷-س الذاریات آیت ۵۶)

ترجمہ: اور میں نے جو بنائے ہیں جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو۔

کلماتِ تشکر: بزرگانِ محترم و معزز خواتین! سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ خاص کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنا نام لینے کی توفیق فرمائی ہے کوئی گوجرانوالہ سے آیا ہے کوئی گجرات سے کوئی شیخوپورہ سے اور کوئی وزیرآباد و سیالکوٹ سے۔ جس طرح مجاہد کا گھوڑا، اس کی لید اور چارا وغیرہ اس کے کھاتے میں ڈالا جائے گا اور وہ ثواب کا مستحق ہوگا اسی طرح مجلس ذکر میں آنے والوں کا ایک ایک قدم، ایک ایک منٹ، ایک ایک لمحہ اور ایک ایک پائی جو اس راہ میں خرچ ہوگی نجات کا باعث بنے گی۔

مقصدِ تخلیقِ آدم: مندرجہ بالا آیت اس لیے پڑھی ہے ہے۔ کہ ؎

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

یہ آیت حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور اس گنہگار نے بیسیوں دفعہ آپ کے سامنے پڑھی۔ بعض اوقات ایسے احباب سے سابقہ پڑتا ہے۔ جو اس وقت نہیں ہوتے۔ سو حقیقت ہے کہ یہ کائنات اور اس کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہمہ وقت مشغول و مصروف ہے۔ چرند پرند جمادات نباتات کوئی چیز ایسی نہیں جو یادِ خدا میں مصروف نہ ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم ان کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ انبیاء سابقین اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دین پیش کیا ہے اس کا عطر اور جوہر یہی ہے کہ اس کائنات کی ہر چیز کو انسان کی خدمت کے لئے اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے فقط اپنی عبادت کے لئے تخلیق فرمایا۔ چنانچہ قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کس طرح واضح طور پر جنات اور انسانوں کی تخلیق کی غرض و غایت بیان کر دی کہ انسان اور جنات کی تخلیق کا مقصدِ وحید اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اب عبادت کی کئی اقسام ہیں۔ فرض عبادت، نفلی عبادت اور سال بھر میں ایک مہینہ روزہ کی عبادت۔ عام انسانوں کو چاہے محسوس نہ ہو۔ لیکن ؏

ہر ورق دفتریست معرفتِ کردگار

یعنی ہر پتہ خدا کی عظمت و شان کے گن گا رہا ہے اور فریضہ عبادت بجا لا رہا ہے۔

عارفِ رومی کا ارشاد: ذرا ملاحظہ فرمایئے اللہ رب العزت کے اس فرمان واجب الاذعان کو عارف رومی نے اپنی زبان میں کیا چار چاند لگائے ہیں: ؎

ما خلقت الجن والانس را بخواں
جز عبادت نیست مقصودِ جہاں

ایک اور جگہ ارشاد ہے:-

زندگی ہست از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی
گر تو خواہی حرّی و دل زندگی
بندگی کن بندگی کن بندگی کن

اسے خواجہ عزیز الحسن مجذوب نے کیا خوب اُردو کا جامہ پہنایا ہے ؎

تُو برائے بندگی ہے یاد رکھ
بہرِ سرافگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ
چندروزہ زندگی ہے یاد رکھ

ہمارا اوّلین فرض: اب جبکہ ہم انسانوں کو مقصودِ زندگی اور تخلیق کائنات کی غرض و غایت معلوم ہو چکی ہے۔ تو ہمارا اوّلین فرض ہے کہ خدا کا سچا بندہ بن کر بندگی کا حق ادا کریں اور اپنے لمحاتِ زندگی کو مرضیاتِ الٰہیہ کے تابع رکھیں۔ اسی لئے ہمارے حضرت اقدس قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ کو عبادت سے، جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے اور مخلوق خدا کو خدمت سے راضی رکھو۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے دینوی اور اخروی فرائض پہچاننے کی توفیق ارزانی فرمائیں تاکہ وہ ادائیگیٔ حقوق العباد کے ساتھ ساتھ

دل بیار دست بکار

کے اصل اصول کو جان پہچان کر دنیا و عاقبت کے دو گونہ فرائض کو بطریق احسن نبھا سکیں، نیز اس کے ساتھ ساتھ فریضۂ تبلیغ کو بھی جاری و ساری رکھیں، کیونکہ آدھی سے زیادہ مذہبی دنیا راہِ راست سے اب بھی بھٹکی ہوئی ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جس طرح کہ اکبر حسین الہ آبادی مرحوم نے فرمایا تھا ؎

سب کو یہ مسلّم ہے کہ معبود وہی ہے
کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے

اللہ رب العالمین گم کردہ راہِ ہدایت اپنی مخلوق کو اتفاقِ حق نصیب فرمائیں تاکہ ساری زندگی مذہب پر قائم رہنے اور مذہبی رسوم ادا کرنے کے باوجود نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم اور دینِ اسلام پر ایمان نہ لانے کی پاداش میں عذابِ آخرت سے بچ سکیں۔ خدا تعالیٰ کروڑ کروڑ جنت نصیب کریں۔ حضرت امیر مینائی کو جنہوں نے اپنے گم کردہ راہِ حق بھائیوں کو کیا اچھا سبق دیا تھا ؎

خدا کا بندہ بتوں کو سجدہ
خدا خدا کر خدا خدا کر

پیامِ ہدایت پہنچانے والے: خالق کائنات نے اس کائنات میں نسلِ انسانی کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً اولوالعزم

(باقی صفحہ ۱۵)



۸ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۵ جولائی ۱۹۶۸ء

ایمانِ کامل کی کسوٹی یہی ہے

کہ

کتاب و سنت کی پیروی مومن کی طبیعتِ ثانیہ بن جائے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(س آل عمران - ع ۴)

ترجمہ: ان سے فرما دیجئے - کہ اگر تم اللہ سے محبت کا دعوٰے کرتے ہو تو پھر میری پیروی کرو گے تو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے -

اس آیت کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے محبت کرنے کا معیار حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور مکمل پیروی میں ہے یعنی اگر دیکھنا ہو کہ کون اپنے مالک حقیقی سے محبت کرتا ہے - تو اسے طاعت محمدیؐ کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لینا چاہئے جس قدر کوئی شخص حبیبِ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلتا ہو گا ، ان کی لائی ہوئی روشنی کو مشعلِ راہ سمجھتا ہو گا اور ان کی پیروی کرتا ہو گا اسی قدر اس کا ایمان بھی مکمل ہو گا - اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کا پھل یہ ملے گا کہ اللہ تعالےٰ اس سے محبت کرنے لگیگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی برکت سے اس کے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور آئندہ اللہ تعالےٰ کی مہربانی اور خاص توجہ کا مستحق ہو گا گویا محبت خداوندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر ہونے کا کوئی امکان نہیں -

درحقیقت یہودی اور عیسائی کہا کرتے تھے کہ وہ اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں — یہاں اس آیتِ کریمہ میں ان کے اس دعوٰی کی نفی کر دی گئی ہے اور قیامت تک کے لئے یہ دستور اور ضابطہ بنا دیا گیا ہے کہ اللہ کے نبی کا منکر خدا کا محبوب نہیں ہو سکتا - پس جو کوئی اللہ کا محبوب بننا چاہتا ہے وہ آپ کے احکام کی تعمیل کرے -

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے اور اس کی بخشش و رحمت کا مستوجب ہونے کا فقط یہی ایک طریق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق دل سے تابعداری کی جائے — حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے بغیر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہو سکتا - اب ہر شخص کو اس کسوٹی پر اپنے آپ کو کس کر جانچنا چاہئے - کہ کہاں تک وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چل رہا ہے اور اس کے بعد اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اسی قدر محبوبِ خداوندی ہے - جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور سیرت و کردار کی پیروی کر رہا ہے -

ایمان کی کسوٹی قولہٗ تعالےٰ :- فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْ مَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (پ۵ س النساء آیت ۶۵)

ترجمہ: سو تیرے رب کی قسم ہے وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھے ہی منصف بنائیں — اس جھگڑے میں جو ان کے درمیان اٹھے پھر اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں تیرے فیصلے سے اور خوشی سے قبول کریں -

دوسری جگہ ارشاد ہے :-

مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ -

ترجمہ: جب خدا اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کر دیں تو تو کسی مومن مرد یا عورت کو پھر اپنے معاملہ میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا -

حاصل یہ ہے کہ ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کا فیصلہ آخری اور حتمی ہونا چاہیے اور اس کے آگے صدق دل سے سرِ تسلیم خم کر دینا ہی ایمان کی نشانی ہے -

ان آیاتِ بالا میں صاف طور پر واضح کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی بھی کرتا رہے اور یہ سوچتا رہے کہ وہ مومن رہے گا تو یہ اس کی

بہت بڑی نادانی، بھول اور حماقت ہو گی کیونکہ رب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر قرآن مجید میں یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ جب تک سارے جھگڑوں کے فیصلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم نہ بنایا جائے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں پر دل میں بھی گھٹن اور تنگی نہ ہونی چاہئے ورنہ ایمان باقی نہیں رہے گا۔

ظاہر ہے اس زوردار اعلان کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے فیصلے کے آگے بے چون و چرا سر جھکانا کہ دل میں ناراضگی کا وہم و گمان تک نہ ہو ایمان کی درستی کی علامت ہے۔ ورنہ پھر نفاق کی بیماری کا خوف ہے غرضکہ خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ علیہ وسلم کے قول کو قولِ فیصل تسلیم نہیں کرتا وہ قرآن کی زبان میں ایمان سے عاری اور اسلام سے خارج ہے حتیٰ کہ تکمیل ایمان کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اپنے مخالف بھی ہو تو اس سے دل میں گھٹن اور تنگی محسوس نہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں ایمان کی تکمیل صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ جب کہ ہر معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنایا جائے۔ باہمی اختلافات کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو اور ان کے اقوال و افعال کو ناطق سمجھا جائے اور دل میں بھی اس کے خلاف تنگی محسوس نہ ہو بلکہ انقیاد و تسلیم رگ رگ میں سما جائے۔

حدیث کی شہادت

عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتیٰ یکون ھواہ تبعاً لما جئت بہ۔

ترجمہ: عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس چیز کے تابع نہ ہو جائیں جس کو میں خدا کی طرف سے لایا ہوں

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "ما جئت بہ" میں قرآن مجید اور احادیث دونوں چیزیں آ گئی ہیں۔ گویا اس تشریح سے مطلب اس حدیث پاک کا یہ ہوگا کہ ایمان کا کمال یہ ہے کہ کتاب و سنت کی متابعت میں ویسی ہی لذت محسوس ہونے لگے جیسی طبعی مرغوبات میں محسوس ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر ارکان اسلام اور احکام شریعت کی وقت پر ادائیگی کی اس طرح خواہش پیدا ہو جائے جس طرح سردی میں گرم کپڑے اور سخت پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی کی ہوتی ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ مومن کو اپنا ہر معاملہ برضاء و رغبت اور خوشی کے ساتھ کتاب و سنت کے سپرد کر دینا چاہئے۔ اور شریعت کے ہر فیصلے کو بطیب خاطر قبول کرنا چاہئے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ شریعت مومن کی طبیعت ثانیہ بن جانی چاہئے۔ کہ یہی ایمان کامل کی بڑی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم ماننے اور اس پر بے چون و چرا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے دل پوری طرح کتاب و سنت کے تابع ہو جائیں۔ آمین یا الہ العالمین!

امام ولی اللہ دہلویؒ کے حالات اور تعلیمات پر ایک نظر

از: شیخ بشیر احمد بی۔ اے جنرل سیکرٹری "ولی اللہ سوسائٹی" پاکستان لاہور

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال پہلے ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ اٹھارہویں صدی سے تاریخ عالم میں ایک نئے دور کا آغاز ہو رہا تھا اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں — عمرانی، سیاسی، معاشی، اخلاقی اور روحانی — میں نئے نئے مسائل پیدا ہونے والے تھے۔ انہوں نے شاہی دور کی دہلی میں پرورش پائی۔ اور ایسی سوسائٹی میں زندگی گزاری جو رو بہ زوال اور رجعت پسند تھی۔ لیکن انہوں نے ایک ایسا فلسفہ مدون کیا جو ان انقلابی بنیادوں کو از سر نو قائم کرنے والا تھا۔ جن پر پہلے ساتویں صدی عیسوی میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانی سوسائٹی کے معاشرتی، سیاسی اور معاشی نظام تعمیر کر چکے تھے۔

امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ واحد بزرگ ہیں جنہوں نے قرآن حکیم کا سب سے پہلا ترجمہ رائج الوقت زبان فارسی میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس ترجمے کے مقدمے میں انہوں نے واضح کیا ہے کہ یہ ترجمہ خصوصیت سے سوسائٹی کے محنت کش افراد، تاجروں، دستکاروں اور سپاہیوں کی خاطر کیا گیا ہے۔

حضرت امام نے بکثرت کتابیں تصنیف کیں اور انہوں نے اجتماعیات، معاشیات، سیاسیات، اخلاقیات، تصوف، مابعد الطبیعیات، اعلیٰ دینی احوال و مقامات اور روحانی مکاشفات کے بارے میں آنے والے دور کے بلند پایہ علمی انداز پر بہت کچھ لکھا۔ انہوں نے انسانی علوم کی ان مختلف شاخوں کو اس طرح مربوط کیا کہ ان کا فلسفہ حقائق و واقعات کا ایک بے جان مجموعہ نہیں، بلکہ ایک زندہ اور فعال حقیقت بن گیا ہے۔ اب ہم ان کے فلسفہ کی مختلف مدات پر ایک ایک کر کے غور کرتے ہیں۔

۱۔ اجتماعیات

حضرت امام صاحبؒ نے اپنے فلسفۂ اجتماعیات کی بنیاد انسانی ارتفاقی ذہنی و مادی پر رکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں

باقی ص ۱۶ پر

معیارِ انتخاب

موجودہ جمہوریت اور اسلامی جمہوریت میں فرق

حضرت مولانا محمد میاں مدظلہٗ، دھلی

معیارِ انتخاب

صالح جمہوریت کے آداب اور شرائط بیان کر دئے گئے۔ جو ان آداب و شرائط پر پوری احتیاط سے عمل کرے اس کو متقی کہا جاتا ہے۔ معیارِ انتخاب یہ ہے کہ اس کو منتخب کیا جائے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ اب یہ کہ طریقۂ انتخاب کیا ہو۔ یہ انتخاب کرنے والوں کے سپرد ہے۔ قرآن حکیم نے کوئی پابندی نہیں لگائی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ضروری تنبیہ

آخر میں یہ تنبیہ کر دینا ضروری ہے کہ موجودہ دور میں جس کو جمہوریت کہا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کو اس پر منطبق کرنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایک طرح کی تحریف ہے۔ دورِ حاضر کی جمہوریت اور اسلامی تعلیمات میں بنیادی اختلاف ہے۔

موجودہ جمہوریت کی تحسین اور تعریف یہ ہے کہ ہر ایک بالغ کی آزادانہ رائے سے اس کی تشکیل ہوتی ہے اور اسی بنیاد پر اس کا دستور مرتب ہوتا ہے اور یہی روح اس کے ہر ایک قانون میں کارفرما ہوتی ہے۔ پس ایسے ملک میں جہاں مختلف فرقے اور مختلف مذہبوں کو ماننے والے آباد ہوں — لازمی ہوگا کہ حکومت کا کوئی مذہب نہ ہو یعنی حکومت لادینی ہو۔ اور اگر ایک ہی مذہب کے ماننے والے ہوں تب بھی دستور اساسی جمہور کا واضع کردہ اور منظور کردہ ہوگا۔

وضع دستور اور قانون سازی

ہمارے حوصلے بلند ہو جاتے ہیں جب ہمیں باور کرایا جاتا ہے کہ ہم پر وہی قانون نافذ ہوگا جس کو ہم وضع کریں گے اور یہ کہ ہمارا حاکم کوئی نہ ہوگا۔ ہم اپنے حاکم خود ہوں گے اور کارپردازانِ حکومت جن کو حاکم اور افسر کہا جاتا ہے وہ ہمارے سامنے جواب دہ ہوں گے

لیکن اگر واقعات کی عینک لگا کر ان دعووں پر نظر ڈالی جائے تو ہمارا مشاہدہ شہادت دے گا کہ ان سے زیادہ کھوکھلا، بے مغز اور بے حقیقت دعوے دنیا میں شاید کوئی اور نہ ہو۔

بھارت کا دستور اساسی بلاشبہ ایک جمہوری دستور ہے اور بظاہر یہ دعوے بھی صحیح ہے کہ جمہوریت نواز دنیا کا سب سے بہتر دستور ہے لیکن کیا اس کو جمہور نے وضع کیا؟ کیا جمہور کے نمائندگان نے وضع کیا؟ دعویٰ کی حد تک سب کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کے مصنف ڈاکٹر امبیدکر اور ان کے دو تین مشیر ہیں۔

بے شک دستور ساز اسمبلی (کانسٹیٹیوشن اسمبلی) میں اس کی ایک ایک دفعہ پڑھی گئی اور منظور کی گئی۔ مگر کیا اسمبلی کے ہر رکن میں اتنی قابلیت تھی۔ کیا اس نے دفعہ کی ترتیب و تصنیف میں وہی دلچسپی لی۔ اتنا ہی غور کیا جتنا ڈاکٹر امبیدکر اور ان کے دو ایک مشیروں نے کیا تھا۔

اگر ایسا ہوتا تو دستور کی تصنیف و ترتیب کے لئے ایک شخص کو یا چند افراد کو منتخب نہ کیا جاتا۔ پھر ایسے انتخاب کے معنی یہ ہوا کرتے ہیں کہ جملہ ارکان نے اعتماد کر لیا اور وہ مطمئن ہو گئے کہ جو کچھ یہ منتخب فرد یا افراد مرتب کریں گے۔ وہ صحیح ہوگا، صرف جزوی ترمیمات کی ضرورت ہوگی۔

مختصر یہ کہ ہمارا دعوے خواہ کچھ ہو مگر واقعہ یہ ہے کہ جس دستور کو ہم جمہوری سمجھتے ہیں اس کو جمہور نے وضع کر کے افراد پر نافذ نہیں کیا بلکہ چند افراد نے وضع کر کے جمہور پر نافذ کیا ہے اور جمہور نے اپنے غور و فکر، تحقیق و تنقید، بحث و تفتیش اور فیصلہ کی باگ ڈور ان چند افراد یا فرد کے ہاتھ میں دے دی ہے۔

اسلام اس فریب نظر اور اس طلسم کو برداشت نہیں کرتا۔ اسلام کہتا ہے کہ فیصلہ کی باگ ڈور اگر کسی کو دینی ہے اور اپنے قانون کا کسی کو خالق بنانا ہے تو اس کو بناؤ جو فی الحقیقت خالق ہے۔ جس نے تمہیں پیدا کیا۔ تمہارے ماحول کو پیدا کیا۔ کالے اور گورے، ادنیٰ اور اعلےٰ ہر ایک کو پیدا کیا۔ جس نے مختلف رنگ و نسل اور مختلف الخیال انسانوں کو پیدا کیا۔ ان کے مختلف دل بنائے ان میں جذبات پیدا کئے، ان کے رجحانات اور رجحانات میں اختلاف پیدا کیا۔ کہ

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونقِ چمن

بلاشبہ وہی ہے جذبات کو جاننے والا، ضرورتوں کو پہچاننے والا، اور ان کو صحیح معیار پر پرکھنے والا۔ پس دستور اساسی مرتب کرنے کے لئے عوام کو زحمت نہیں دیتا۔ نہ ماہرین قانون کو اس آزمائش میں ڈالتا ہے کہ وہ بنیادی دستور اور کانسٹی ٹیوشن وضع کریں۔

مساوات اور اخوت انسانی اگر اس کو برداشت نہیں کر سکتی کہ ایک انسان حاکم اور دوسرا محکوم ہو، ایک کے سر پر تاج اقتدار اور دوسرا اس کے قدموں میں پامال ہو۔ تو وہ اس ناہمواری کو بھی جائز نہیں قرار دے سکتی۔ کہ ایک واضع قانون اور دوسرا رہینِ قانون اور اس کی بندش میں جکڑا ہوا ہو۔ تقاضاءِ مساوات یہ ہے کہ یہ حق صرف اس کو ہو جس نے پوری نوع انسان کو ایک نفس اور ایک مادہ سے پیدا کیا۔ اور گوت برادری اور قبیلے صرف اس لئے بنائے کہ پہچاننے میں دشواری نہ ہو۔

ترقی پذیر دنیا کے حالات اور تقاضے یقیناً مختلف ہوں گے۔ ان تغیرات اور تبدیلیوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس بناء پر اس مکمل دستور اساسی سے اخذ و استنباط کا حق دیا جاتا ہے۔ مگر اس حق کے حقدار صرف وہی ہو سکتے ہیں جو دستورِ اساسی کے ماہر اور اس کی بنیادی دفعات کے منشاء کو سمجھنے والے اور اس کے اشاروں کو پہچاننے والے ہوں عوام کی اکثریت کو یہ حق نہیں مل سکتا۔

"او خود گم است کرا رہبری کند"

نفاذِ دستور ملوکیت، شہنشاہیت، شخصی حکومت اور نادر شاہی، نفرت انگیز عنوانات ہیں۔ کیونکہ ان کی حقیقت یہ ہے کہ اقتدارِ اعلیٰ ایک فرد "شاہ" بہت سے بہت "شاہ اور اس کے خصوصی مشیروں" کی مملوکہ باندی اور ان کی من مانی کارروائیوں کے لئے کھلونا بن جاتا ہے۔ اس لئے ہم جمہوریت کو پسند کرتے ہیں کہ اس میں اقتدارِ اعلیٰ جمہور کا حق ہوتا ہے لیکن ہم اس جادو کے کنوئیں میں جھانک کر دیکھتے ہیں تو اس کی گہرائی میں بھی شخصی حکومت اور ملوکیت کے سوتے ابلتے ہوتے نظر آتے ہیں۔

تماشا آفتابِ عالمتاب کی روشنی میں یہ تماشہ ہمارے سامنے ہوتا رہتا ہے کہ جمہور نے بلا واسطہ یا بالواسطہ نمائندے منتخب کر دے۔ ان نمائندوں نے اپنی اکثریت سے یا اُس پارٹی نے جس کے ٹکٹ پر نمائندوں کی اکثریت منتخب ہوئی ہے۔ اس نے ایک لیڈر منتخب کیا جس کو وزیر اعظم کا لقب دیا جاتا ہے۔ وزیر اعظم نے اپنے خاص مشیر (جو اس کے اشاروں پر چل سکیں) منتخب کر لئے۔ اب قانون کی پوری طاقت وزیر اعظم کے قبضہ میں ہے۔ احتیاط برتی جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ وزیر اعظم اور اس کے مشیرانِ خصوصی (کابینہ یا کیبنٹ) کے قبضہ میں ہے اور اقتدارِ اعلیٰ ان کی من مانی کارروائیوں کا کھلونا ہے۔ ان کو اگر خوف ہے تو صرف اپنی پارٹی کا۔ جس کے سامنے وہ قانونی طور پر جواب دہ ہیں۔

مگر قانون کیا ہے ایک موم کا کھلونا ہے۔ وزیر اعظم اور اس کے قانون دان مشیروں کی قابلیت کا کمال یہ ہے کہ وہ اس موم کے کھلونے کو اپنی پسند کے سانچے میں ڈھالتے رہیں اور اپنی من مانی کے لئے جواز پیدا کرتے رہیں۔ ان کو اگر من مانی سے روک سکتا ہے تو صرف خوفِ خدا ۔۔۔ مگر جمہوریت کے لئے جب سیکولر ہونا ضروری ہے۔ تو وہاں خوفِ خدا تو کیا خدا کا تصور بھی دائرہ کار اور خارج از بحث ہے۔ مکمل جمہوریہ وہ ہے جو تصور خدا سے آزاد ہو۔

اب اس حزب و تقسیم کا حاصل یہ ہے کہ صنم خانہ سیاست میں جمہوریت کے پس پردہ وہ صنم جلوہ آرا ہے۔ جو تختِ شاہی پر رونق افروز تھا۔

اسلام اس موقعہ پر خوفِ خدا کو بنیادی شرط قرار دیتا ہے اور اسی کو مستحقِ انتخاب قرار دیتا ہے۔ جس میں تقوٰے زیادہ ہو۔

فریبِ نظر جمہوریت نواز دنیا میں مساوات اور آزادیٔ رائے کے ڈھول بہت پیٹے جاتے ہیں۔ مگر اس کی آخری حد پولنگ اسٹیشن ہے۔ جہاں ہر شخص اپنا ووٹ جس کو چاہے دے سکتا ہے۔ اس کے بعد اکثریت صاحبِ اقتدار ہے۔ اقلیت محکوم اور مرعوب اور ووٹ دینے والے بیچارے و غلطاں حیران اور پریشان۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر بالغ کو حق رائے دہندگی ایک افسوں اور ایک طلسم ہے۔ مساوات نہیں ہے۔

مساوات یہ ہے کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اعلان فرما رہے ہیں کہ "میں یقیناً محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کے ہاتھ کاٹ ڈالوں گا اگر وہ چوری کرے"۔ (اعاذھا اللہ)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا نشہ آور نبیذ استعمال کر لیتا ہے تو دروں سے اس کی کمر چھلنی کر دی جاتی ہے۔ [یہاں تک (ایک روایت ہے) کہ وہ اس صدمہ سے جانبر نہ ہو سکا]

قرآن حکیم اس موقعہ پر نیشنلزم کو بھی ظلم قرار دیتا ہے۔ اس کی ہدایت ہے" ہرگز ہرگز ایسا نہ ہو کہ قومی بغض کسی بے انصافی پر آمادہ کر دے ہر حال میں اور ہر ایک کے ساتھ انصاف کرو" (سورہ مائدہ۔ ع ۲)

وہ غیر مسلم ظالموں اور غاصبوں کے حق میں بھی کسی طرح کی زیادتی کو جائز نہیں قرار دیتا۔ اس کا اعلان ہے:۔

"اگر ایک قوم نے تمہیں تمہارا حق نہیں دیا۔ انتہا یہ ہے کہ تمہیں خانہ کعبہ اور مسجد حرام کی زیارت سے بھی روک دیا۔ تب بھی تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم زیادتی کرو اور انصاف کی حدود کو پار کر جاؤ" (سورۂ مائدہ ع ۱)

یہ عدل و انصاف اور یہ مساوات و اخوت اسی وقت نافذ اور جاری ہو سکتا ہے جب قائد کے دل میں خوفِ خدا ہو اور وہ اس خوف میں سب سے بڑھا ہوا ہو۔ اسی لئے قرآن حکیم نے تشکیل جمہور اور طریقۂ انتخاب کی طرف قطعاً توجہ نہیں کی۔ اس نے صرف ایک کنارہ بتا دیا کہ معیارِ انتخاب کیا ہو۔ دوسرا کنارہ ہے انسانی مساوات، جو تعاون باہمی، اطمینان و اعتماد اور سکون و راحت سے ہم کنار ہو۔ جس کے افراد ان اوصاف سے آراستہ ہوں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

طبی بورڈ کے الیکشن میں ووٹ کے حق دار

انگریزی عملداری اور اس کے بعد ماضی قریب تک پاک و ہند میں یونانی طب اور دیسی طریقہ علاج کی نہ سرپرستی ہوئی، نہ حوصلہ افزائی اور نہ ڈاکٹری کے مقابلہ میں اس کو کسی نے اہمیت دی۔ اللہ تعالٰے جزائے خیر دے۔ طبی کانفرنس کے ارباب حل و عقد کو، کہ انہوں نے دیسی طب کو اچھا خاصا مقام دلا یا۔ اب سند یافتہ حکماء و اطباء کا علاج باقاعدہ منظور شدہ علاج سمجھا جائے گا۔ طب کو ترقی ہو گی، طبیبوں کے حقوق کے لئے جدوجہد ہو گی۔ طبی کانفرنس نے رجسٹریشن کے ذریعہ کم و بیش تیس چالیس ہزار طبیبوں کی ایک معزز، خادم ملک و ملت برادری قائم کر دی۔ اب تک جو تنظیم ہوئی اور طب اور طبیبوں کی جو خدمت ہوئی وہ طبی کانفرنس کے ذریعہ سے ہوئی۔ اگر حکماء صحیح معنوں میں اپنے فن کا وقار چاہتے تو وہ ٹولیوں ٹولیوں میں تقسیم ہوں۔ الیکشن آئے گا اور گزر جائے گا۔ مگر اختلافات ہماری بدنامی کا باعث ہوں گے۔ اس وقت طبی بورڈ کے لئے مغربی پاکستان سے تین ممبروں کا انتخاب رجسٹرڈ طبیبوں کے ووٹوں سے ہونا ہے۔ جس کے ایک بڑی تعداد امیدواروں کی میدان میں آئی ہے۔ مگر ہمدردانِ فن اور با احساس طبیبوں کا فرض ہے کہ وہ طب اور خدام طب کی لاج رکھتے ہوئے طبی کانفرنس کے تین امیدواروں کو ووٹ دے کر اپنی بیداری اور استقامت کا ثبوت دیں۔ اگر ہم نئی جماعتیں بنانے لگیں تو بیسیوں بن سکتی ہیں۔ اگر ہم انفرادی طور پر کام کریں تو غلطی کا بڑا امکان ہے جس کی تلافی نہیں ہو سکے گی۔ طبی کانفرنس نے جن تین حضرات کو ٹکٹ دیا ہے۔ ہم ان کے حسن انتخاب کی داد دیتے ہیں۔ وہ معزز حضرات درج ذیل ہیں۔ (۱) جناب حکیم آفتاب احمد قریشی لاہور (۲) جناب حکیم جمشید احمد صاحب کراچی۔ (۳) جناب حکیم محمد عبدالسلام صاحب ہری پور ہزارہ۔ ان حضرات نے طب اور اطباء کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ امید ہے کہ ہر ہر ضلع کے اطباء خاصکر علماء اطباء کوشش فرمائیں گے کہ طبی کانفرنس کامیاب ہو اور ان کے ہاتھ مضبوط ہوں۔ سب حضرات اپنا قیمتی ووٹ مندرجہ بالا حضرات کو دے کر اپنا فرض صحیح طور پر ادا کریں فقط۔

غلام غوث ہزاروی سند یافتہ طبیب اے کلاس ★ محمد اجمل ناظم علماء اسلام مغربی پاکستان لاہور
ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان۔

مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین لاہور
طبیب کلاس اے

راہِ عمل

محمد شفیع عمرالدین (میرپور خاص)

"بزرگوں کے اقوال پڑھنے سے بھی شعور پیدا ہوتا ہے۔" (حضرت شیخ التفسیرؒ)

۱۔ اپنے اوقات کو طاعت میں مشغول رکھو۔ لہو و لعب سے بچتے رہو۔
(خواجہ محمد معصوم سرہندی از مکتوب ۲۹ جلد اوّل)

۲۔ اہل بدعت اور ملاحدہ سے صحبت نہ رکھنا اس لئے کہ یہ لوگ دین کے چور ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ جو فقیر شرعی وضع پر نہیں اور سنتِ نبویؐ سے آراستہ نہیں اس کو اپنی مجلس میں راہ نہ دینا۔ (ایضاً)

۴۔ اتباع سنت میں جان و دل سے کوشش کرو۔ سرورِ دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادات و عبادات کے جزو کل میں تشبہ کو سعادتِ عظمیٰ سمجھو، یہی چیز "برکات" کا ثمرہ دیتی ہے۔ اور یہی "درجات عالیہ" کا نتیجہ بخشتی ہے (ایضاً ۱۰)

۵۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اوامر و نواہی کا مکلف کیا ہے اور گوناگوں احکام کا اس کو مخاطب بنایا ہے۔ لہٰذا اس کے بغیر چارۂ کار نہیں کہ انسان انہی احکام کے مطابق زندگی بسر کرے۔ اور جو خواہشات ان احکام ربانی کے خلاف ہوں ان کو خیرباد کہہ دے۔ اگر ایسا نہ کرے گا تو مولائے حقیقی کے غضب و قہر اور عذاب و عقوبت کا مستحق ہو گا۔ (ایضاً)

۶۔ "ضبط اوقات" میں کوشش کرو اور اہم امور میں وقت صرف کیا کرو ایسا نہ ہو کہ وقت یونہی خرچ ہو جائے "کثرت اختلاط مردم" سے بھی بچتے رہو۔ کیونکہ (بے ضرورت زیادہ میل جول) "نسبتِ باطنی" کی رونق کو برباد کرتا ہے۔ "بے نیت صالحہ" مخلوق سے (زیادہ) ملنا جلنا خالق سے انقطاع کا سبب بن جاتا ہے۔ (ایضاً ۱۳)

۷۔ اوقات کو یادِ حق سے معمور رکھو اور گذرے ہوؤں کو دعا و ایصال ثواب میں یاد رکھو۔ آج یا کل ہم بھی اسی جماعت رفتگاں سے ملحق ہوں گے اور اپنے خانماں سے جدا ہو جائیں گے اور "فرزنداں و خویشاں" کو الوداع کہیں گے۔ توشۂ آخرت کو مہیا کرو۔ قبر و قیامت کو نصب العین بناؤ۔ (ایضاً ۴۴)

۸۔ اگر کوئی گناہ وقوع میں آ جائے تو بہت جلد اس کا تدارک توبہ و استغفار سے کر لینا چاہیئے۔ گناہ پوشیدہ کی توبہ خفیہ طریقے پر، اور گناہ آشکارا کی علانیہ طریقے پر توبہ ہو۔ توبہ میں دیر نہ کی جائے۔ (ایضاً)

۹۔ کامیابی کے تمام راستے بند ہیں۔ سوائے اس شخص کے راستے سے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانِ قدم کی پیروی کرے۔ (قول حضرت جنید بغدادیؒ ایضاً)

۱۰۔ درویشی نہ فقط نماز روزے کا نام ہے اور نہ صرف احیاءِ شب کا، یہ اسباب بندگی ہیں۔ درویشی یہ ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ کی جائے۔ اس خوبی کو پیدا کرے گا، تو واصل ہو گا (قول حضرت شیخ عبداللہؒ ایضاً)

۱۱۔ ایک شخص نے کسی (بزرگ) کے سامنے کسی شخص کی برائی بیان کی۔ انہوں نے کہا۔ (بھائی) ہماری نظر تو اس کی اچھائیوں پر ہے۔ کہ وہ اس کی برائیوں سے زائد ہیں، ہم اس کی اچھائیاں لیتے ہیں۔ اور برائیوں سے درگذر کرتے ہیں۔ (ایضاً ۱۲۳)

۱۲۔ ایک شاہی "رپورٹر" ایک علاقے میں جاتا ہے، اس سے تو وہاں کے تمام باشندے لرزاں اور ترساں رہتے ہیں۔ اعمال شنیعہ سے اجتناب کرتے ہیں۔ اور یہاں اتنے "موکلان امین" دن کی رپورٹ شام کے وقت اور رات کی رپورٹ صبح کے وقت حضرت ذوالجلال کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور ہم جیسے غافل بالکل متنبہ نہیں ہوتے۔ کسب معاشی میں اور زیادہ دلیر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ (ایضاً ۱۲۳)

۱۳۔ اگر کوئی شخص ہزاراں ہزار فضائل و خوارق رکھتا ہو اور متابعت رسولؐ میں سست ہو۔ اس شخص کی صحبت و محبت سم قاتل ہے۔ اور جو شخص کوئی بھی فضیلت و کرامت نہ رکھتا ہو، لیکن اتباع رسولؐ میں اس کا قدم راسخ ہو اس کی صحبت و محبت تریاق نافع ہے۔

محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

(ایضاً ۱۰ جلد دوم)

۱۴۔ علوم دینیہ میں مشغول ہونا بھی اعظم عبادات میں سے ہے (ایضاً ۱۵۹ جلد سوم)

۱۵۔ اللہ تعالےٰ کے دوستوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اس کی مخلوق کے ساتھ تواضع و تعظیم کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اپنے حقوق ان کو بخش دیتے ہیں۔ اور ان کے حقوق بجا لاتے ہیں۔
(حضرت شاہ غلام علی دہلوی مکتوب ۱۳)

۱۶۔ صوفیائے کرام کے طریقے کا مقصد سلف صالحین کے صحیح عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنا ہے اور قوت حاصل کرنا ہے "تاکہ زندگی حدیث و فقہ کے احکام کے مطابق بسر ہو۔ اخلاق، صبر، قناعت، توکل اور جو کچھ مقاماتِ سلوک میں سے ہے میسّر ہو۔ اور "ورود و احوال باطنی" "دوام توجہ الی اللہ" اور "حضور" جو "احسان" کا مرتبہ ہے، حاصل ہو کر دین کو کامل کریں اور بدعت اور نواہی سے بچنے کی ہمت ہو تاکہ دین تباہ نہ ہونے پائے۔ (ایضاً ۵۱)

۱۷۔ ہر وہ طریقہ اور ہر وہ عمل جو حضرات اصحاب خیرالانام صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا نہ ہو خطرے کا موجب ہے (اس میں کامیابی نہیں) (ایضاً ۵۱)

۹۔ پیر وہ ہے جس کا ظاہر اتباعِ سنت سے آراستہ ہو اور باطن ماسویٰ کے التفات سے پیراستہ ہو (صرف متوجہ الی اللہ ہو۔ اور ماسویٰ کی طرف جھکا ہوا نہ ہو) اور اس کی صحبت میں دوسروں کے دل ماسویٰ کے نقوش سے صاف ہوں اور اس کی ہمت سے دل اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوں (صفحہ ۹)

۱۰۔ جو کچھ صوفیاء کرام کی کتابوں میں مذکور ہے۔ اگرچہ وہ اس وقت اس پر کفر، فسق اور بدعت کے باعث

عمل کم ہو گیا ہے۔ مگر جس قدر ہو سکے اس پر عمل کرنا چاہئیے۔ تاکہ ممتاز ہو سکے۔ پرندہ جو اڑ کر آسمان تک جانے کا قصد کرتا ہے اگرچہ آسمان تک اس کی پرواز اسے نہیں لے جا سکتی مگر اتنا اونچا اُڑ جاتا ہے کہ بلیوں کا شکار ہونے سے بچ جاتا ہے۔ (ایضاً ص ۵۷)

۱۱۔ اپنے آپ کو لہو و لعب سے دُور رکھیں۔ جھوٹ، غیبت، بد بولنے، بد سننے اور سرود سے اجتناب لازم ہے، کیونکہ یہ سب باتیں حرام ہیں۔ اور ان کی سزا دوزخ ہے۔ بہرحال اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرتے اور لرزتے رہیں اور قبر اور قیامت کا ڈر رکھیں۔ ہمیشہ اور خصوصاً سحری کے وقت توبہ و استغفار کو لازم جانیں۔ بالجملہ ایک لمحہ بھی یادِ حق سے غافل نہ رہیں۔ ہمیشہ اس فکر میں رہیں۔ اس کے سوا سب کچھ ہیچ ہے۔

(مکتوب ۶۵ حصہ اول حضرت محمد نقشبند ثانی رح)

۱۲۔ حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہٗ کو دیکھا گیا کہ خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر اللہ تعالےٰ سے التجا کر رہے تھے —— "خداوندا! مجھے قیامت کے روز اندھا اٹھانا تاکہ نیکوں کے رو برو شرمندہ نہ ہونا پڑے" یہ معاملہ بھی عجیب ہے ... بالجملہ اپنے گناہوں پہ نظر رکھنی چاہئیے! اور عبادت میں لگے رہنا چاہئیے۔ گناہوں کی یاد اور سخت عذاب سے گریہ و زاری کریں اور خستہ دل رہیں۔ ایک دم بھی بے فکر نہ بیٹھیں۔ خصوصاً سحر کے وقت جو نزول رحمت کا وقت ہے اس وقت توبہ و زاری کرنا اجابت کے قریب ہے۔ (ایضاً ص ۱۱۹)

۱۳۔ کہتے ہیں حضرت خواجہ نقشبند کنیز یا غلام نہ رکھتے۔ آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ "بندگی"، "خواجگی" کے ساتھ ٹھیک نہیں۔ نیز آپ سے ایک شخص نے کرامت طلب کی تو فرمایا۔ اس سے بڑی کرامت اور کیا ہو سکتی ہے کہ میں باوجود گناہوں کے بوجھ کے زمین پر چل رہا ہوں۔ (ایضاً)

۱۴۔ آدمی حصولِ روزی، دنیاوی منافع حاصل کرنے کی غرض سے، اور دنیاوی تکلیفات کو دُور کرنے کے لئے رات دن فکر کرتا ہے اور اس جہان کا تھوڑا سا سفر درپیش ہو تو بے ہودہ فکروں میں پڑ جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ آخرت کے ثواب کو اور قبر اور قیامت کے سفر کو دنیاوی اغراض سے کمتر سمجھتا ہے اور ان کے فکر سے غافل ہے اور ان کے لئے سرمایہ حاصل کرنے کی کوشش سے کاہل ہے۔ (ایضاً ص ۴۹ جلد دوم)

۱۵۔ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ۔ (دنیا آخرت کی کھیتی ہے) جو کچھ اور جو بھی اس جگہ بویا جائے گا اس کا ثمرہ آخرت میں ملے گا۔ (ایضاً ص ۱۶ ج ۲)

۱۶۔ میں دعوے اور جرأت سے کہتا ہوں کہ اللہ والوں کی صحبت کے بغیر رنگ نہیں چڑھتا۔

آپ میں سے ہر شخص نے کوئی نہ کوئی فن حاصل کیا ہوا ہے۔ اس کے لئے ہر ایک کو اس فن کے ماہر کی صحبت میں زندگی کا معتدبہ حصہ صرف کرنا پڑتا ہے

ادھر بھی یہی قانون ہے اللہ والوں کی صحبت میں دل میں دنیا کی طرف سے سرد مہری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور طبیعت کا میلان اللہ تعالےٰ کی طرف ہو جاتا ہے۔ آج کا یہی سبق ہے۔

(حضرت شیخ التفسیر رح)
مجلس ذکر ۱۶ رمئی ۱۹۵۷ء، خدام الدین ۲۴ رمئی ۱۹۵۷ء ص ۸)

۱۷۔ ظاہری علم کے لئے استاد کا ادب پچاس فیصد اور پچاس فیصد طالب علم کی محنت ہو تو ترقی ہوتی ہے۔ لیکن فیض باطنی کے لئے سو فی صدی ادب کی ضرورت ہے۔ میں اپنے بیٹوں کو جب وہ دیوبند میں پڑھتے تھے لکھا کرتا تھا کہ اپنے استادوں کا بہت ادب کیا کرو۔ ان کی ہر خدمت اپنے لئے فخر سمجھو۔ اُٹھتے وقت ان کے جوتے سیدھے کر دیا کرو۔

(حضرت شیخ التفسیر رح)
مجلس ذکر ۱۳ رجون ۱۹۵۷ء خدام الدین ۲۱ رجون ۱۹۵۷ء)

۱۸۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ طالب شیخ کے اقوال و اعمال اور شیخ کی نشست و برخاست سے عکس لیتا ہے میرے پاس ایک کتاب ہے۔ جس میں سلسلۂ قادریہ کے اقوال درج ہیں۔ اقوال کے پڑھنے سے بھی شعور پیدا ہوتا ہے۔ (مجلس ذکر ۲۷ رجون ۱۹۵۸ء

۱۹۔ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اگر ایک قدم بھی اٹھ جائے تو وہ دنیا کے تمام زر و جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔ ادھر جتنا بڑھیں گے اتنا ہی زیادہ سُکھ ہوگا۔ (مجلس ذکر ۱۴ رنومبر ۱۹۵۷ء)

۲۰۔ ایک مسلمان کسی دفتر میں ملازم ہے۔ اگر وہ ظہر کی نماز کی اذان سن کر نماز کے لئے نہیں اٹھتا اور دفتر کے کام میں لگا رہتا ہے۔ تو یہی کہا جائے گا کہ اس کے ہاں آخرت کے بجائے دنیا مقصود بالذات ہے

دوسرا ملازم دفتر سے کام چھوڑ کر نماز ادا کرتا ہے۔ اس کے متعلق کہا جائے گا کہ اس کو آخرت مقصود ہے۔ نماز کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرسشِ نماز بود

(مجلس ذکر ۲۱ رنومبر ۱۹۵۷ء)

۲۱۔ جن لڑکوں اور لڑکیوں کو بی، اے تک پڑھاتے ہو اور "دین" نہیں سکھلاتے۔ وہ قیامت کے دن بد دعا دیں گی۔ (مجلس ذکر ۲۶ دسمبر ۱۹۵۷ء

۲۲۔ اس کے علاوہ بیوی بچوں کو اللہ تعالےٰ کا "وفادار بندہ" بنانا یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔

(سورۃ التحریم رکوع ۱۔ پ ۲۸)

ترجمہ: اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

مجلس ذکر ۲ رجنوری ۱۹۵۸ء

۲۳۔ کسب معاش کے لئے آپ جو ذریعہ چاہیں تلاش کریں۔ لیکن کسب معاش سے فارغ ہونے کے بعد میرا مشورہ یہی ہے کہ اگر کوئی اللہ اللہ کرنے والی جماعت مل جائے تو اس جماعت میں بیٹھے۔ اگر ایسی جماعت نہ ملے تو ایسا کوئی واحد شخص مل جائے تو اس کے پاس بیٹھے۔ ایسی جماعت اور شخص واحد کی صحبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اگر نہ جماعت اور نہ شخص واحد ملے تو پھر بہتر یہی ہے کہ گھر میں بیوی بچوں میں بیٹھے — اِدھر اُدھر اپنا وقت ضائع نہ کریں۔

(مجلس ذکر ۱۶ رجنوری ۱۹۵۸ء

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

نیکوکار مومنین سے وعدۂ نصرتِ الٰہی

عبدالرحمٰن لدھیانوی شیخوپورہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ
الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ
وَ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ
كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ
وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

(پ ۱۸ سورۂ نور - آیت ۵۵ تا ۵۷)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ مومن اور نیکوکار ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کر لیا ہے کہ زمین میں ان کو ضرور جانشین بنائے گا جس طرح ان سے پہلوں کو جانشین بنایا اور ضرور بالضرور ان کے لیے اس دین کو مضبوط کر دے گا۔ جس کو انکو کے لیے اللہ نے پسند کیا ہے اور خوف کے بعد ان کو امن دے گا کہ وہ میری عبادت کیا کریں گے کسی چیز کو میرا شریک نہ بنائیں گے اور اس کے بعد جو لوگ ناشکری کریں گے وہی فاسق ہیں تم ٹھیک ٹھیک نماز پڑھو اور زکوۃ دیتے رہو اور رسول صلعم کا حکم مانو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (اے نبیؐ) تم خیال بھی نہ کرنا کہ ملک میں کافر مسلمانوں کو ہرا دیں گے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یقیناً وہ برا ٹھکانا ہے۔

تفسیر: اللہ تعالےٰ نے یہ خطاب آنحضرت صلعم کے وقت کے لوگوں کو فرمایا یعنی جو ان میں اعلےٰ درجہ کے نیک اور رسولؐ کے کامل متبع ہیں رسول صلعم کے بعد ان کو زمین کی حکومت دے گا اور جو دین اسلام خدا کو پسند ہے ان کے ہاتھوں سے دنیا میں اس کو قائم کرے گا وہ لوگ محض دنیوی بادشاہوں کی طرح نہیں ہوں گے بلکہ پیغمبر کے جانشین ہو کر آسمانی بادشاہت کا اعلان کریں گے اور دین حق کی بنیادیں جمائیں گے اور خشکی و تری میں اس کا سکہ بٹھا دیں گے اس وقت مسلمانوں کو کفار کا خوف مرعوب نہ کریگا وہ کامل امن و اطمینان کے ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہیں گے۔ اور دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا ان مقبول و معزز بندوں کی ممتاز شان یہ ہوگی کہ وہ خالص خدائے واحد کی بندگی کریں گے جس میں ذرہ بھر شرک کی آلائش نہ ہوگی۔ شرک جلی کا تو وہاں ذکر کیا ہے شرکِ خفی کی ہوا بھی ان کو نہ پہنچے گی۔ صرف ایک خدا کے غلام ہوں گے اسی سے ڈریں گے۔ اسی سے امید رکھیں گے۔ اسی پر بھروسہ کریں گے اسی کی رضا میں ان کا جینا اور مرنا ہوگا کسی دوسری ہستی کا خوف و ہراس ان کے پاس نہ بھٹکے گا نہ کسی دوسرے کی خوشی ناخوشی کی پروا کریں گے۔ الحمد للہ کہ یہ وعدہ الٰہی چاروں خلفائے رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر پورا ہوا اور دنیا نے اس عظیم الشان پیش گوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ خلفائے اربعہ کے بعد بھی کچھ بادشاہان اسلام وقتاً فوقتاً اس نمونہ کے آتے رہے اور جب اللہ چاہے گا آئندہ بھی آئیں گے۔

احادیث سے معلوم ہوا کہ آخری خلیفہ حضرت امام مہدیؓ ہوں گے جن کے متعلق عجیب و غریب بشارات سنائی گئی ہیں۔ وہ خدا کی زمین کو عدل انصاف سے بھر دیں گے اور خارق عادت جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ سے اسلام کا کلمہ بلند کریں گے۔ اس آیت استخلاف سے خلفائے اربعہ کی بڑی بھاری فضیلت و منقبت نکلتی ہے۔ ابن کثیر نے اس کے تحت میں عہد نبوت سے لے کر عہد عثمانی تک فتوحات کو درجہ بدرجہ بیان کیا ہے۔

ایسے انعامات عظیم کے بعد ناشکری کرنا بہت ہی بڑے نافرمان اور بیکٹر مجرم کا کام ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں کہ جو کوئی خلفائے اربعہ کی خلافت اور ان کے شرف و فضل سے منکر ہوا۔ ان الفاظ سے اس کا حال سمجھا گیا۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ خدا کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو تم بھی ان ہی مقبول بندوں کی روش اختیار کرو۔ وہ روش یہی ہے۔ نمازیں قائم کرنا۔ زکواتیں دیتے رہنا اور تمام شعبِ زندگی میں رسول اللہؐ کے احکام پر چلنا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مُتَابَعَةَ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنَا عَلَيْهِ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ اٰمين

(حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

۲ رسول اللہ صلعم کے زمانے میں بھی خدا تعالیٰ نے وہی وعدہ کیا جو گزشتہ اقوام سے کیا تھا شوکت و جلال کے حصول کا راستہ بتایا اس پر چلنے کی ہدایت کی۔ ایمان اور نیکوکاری کی تلقین کی ادائے نماز اور باہمی تعاون حکم دیا اور ظالموں کے مقابلہ میں اڑ جانے کا حکم دیا۔ چونکہ قانون قدرت ایک ہے فطرت الٰہیہ ایک ہے خالق سے نسبت تمام مخلوق کی ایک ہے اس لیے اگر کسی قوم کو ترجیح ہو سکتی ہے تو قانون قدرت پر عمل کرنے سے ہو سکتی ہے ورنہ کسی خاص قوم سے خالق کا کوئی خاص رشتہ نہیں۔ مسلمانوں کو خاص طور پر بغیر کسی ابہام و اجمال کے ہدایت کر دی کہ اگر عروج و ترقی چاہتے ہو تو دینِ الٰہی پر ثابت قدم رہو۔ نمازیں پڑھو۔ زکواۃ دو کسی کی حق تلفی نہ کرو۔ شرک نہ کرو۔ اللہ تم کو غلبہ عطا فرمائے گا دشمنوں کو پسپا کرے گا۔ تم کو امن و چین کی زندگی نصیب ہوگی۔ دنیا کی قومیں تمہارے زیر قدم رہیں گی لیکن اگر قانونِ توحید و عدل سے سرتابی کی تو پھر وہی حیص بیص اور فتنہ و فساد کا زمانہ آجائے گا۔ راحت تکلیف سے امن فساد سے حکومت محکومی سے، عزت ذلت سے اور دولت افلاس سے بدل جائے گی۔ چنانچہ وعدہ حرف بہ حرف پورا ہوا۔ شروع میں مسلمان تھوڑے تھے سخت تکلیف میں تھے۔ کفر کی دنیا غالب تھی۔ دس سال تک بڑی مصیبتوں سے دو چار ہونا پڑا۔ بالآخر وطن چھوڑا۔ گھر بار چھوڑا ہر ایک سے منہ موڑا اور راہ خدا میں نکل کھڑے ہوئے کوہ نما استقلال قائم رکھا۔ دریا کی طرح ہمتوں میں وسعت پیدا کی آپس میں بھائی بھائی اور کافروں کے مقابلہ میں سیسہ پلائی عمارت کی طرح جم گئے۔ خدا نے ان کو شوکت و عزت اور حکومت دی مدینہ مکہ خیبر، بحرین، یمن، طائف اور نجد وغیرہ پر حکومت ہو گئی ہجر کے مجوس اور حدود شام کے رہنے والوں نے خراج دینا شروع کر دیا شام روم والیٔ مصر اور امیر حبشہ نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ تحائف و ہدایا بھیجے غرض مصیبت و مشقت کے دن گئے اور فراخی و عیش کی زندگی نصیب ہوئی۔ رفتہ رفتہ مصر، عراق

شام، روم اور مغرب میں اندلس قبرص قرطبہ اور قیروان تک فتح ہو گیا۔ بحر ظلمات تک پہنچ گئے اور مشرق سمت میں ایران اہواز خراسان اور بلخ تک زیر نگیں ہو گیا۔ خاقان چین کو شکست دی ترکوں کو تہ تیغ کیا اور عالم میں سب سے بڑا اقتدار ان ہی کا ہو گیا لیکن جونہی ان میں عدالت سے انحراف ہوا نیکو کاری میں کمی آئی عبادت الٰہیہ میں سستی پیدا ہوئی انصاف کی طرف توجہ کم کرنے لگے تباہی پھیلنے لگی حضور اقدسؐ کے بعد تیس سال بہت قوت و شوکت رہی پھر گھٹنے لگی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اب ان سے زیادہ کمزور حالت دنیا میں کسی قوم کو نہیں۔ سچ ہے جو قوم اللہ کی ناشکری کرتی ہے وہ خدا کو ہرا نہیں سکتی اور اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہو سکتی۔

مندرجہ بالا آیات کا سبب نزول اگرچہ صحابہ کی خطرناک حالت تھی مگر آیت کا حکم صرف صحابہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام وہ لوگ جو مومن نیکو کار، عبادت گزار، نمازی پرہیزگار اور فرائض ادا کرنے والے اور محرمات سے اجتناب رکھنے والے ہیں سب کے لیے وعدۂ نصرت عام ہے کسی زمانہ میں ہوں اور کسی ملک کے باشندے ہوں۔ صرف خلفائے اربعہ یا مہاجرین یا اہل عرب کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ روایات سلف میں جو صراحت آئی ہے کہ صحابہ سے خدا نے وعدۂ نصرت کیا ہے اس سے مراد تخصیص حکمی نہیں بلکہ تعیین مورد کی صراحت مقصود ہے ورنہ حکم تمام اہل حق کے لیے عام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نیکو کار مومنوں سے وعدہ کر لیا ہے کہ روئے زمین کی حکومت ان کو عطا کرے گا تاکہ عدل کو قائم کریں اور خیر کی اشاعت کریں اور بدی کو روکیں اس طرح اللہ اور اس کے انبیاء کے نائب ہوں اور یہ وعدۂ خلافت مسلمانوں سے نہیں بلکہ ان سے پہلے گزشتہ اقوام کو بھی اس طرح حکومت و عزت عطا کی گئی تھی بنی اسرائیل وغیرہ کو بھی ملک میں تسلط بخشا تھا۔

مقصودِ بیان جو لوگ مومن ہونے کے ساتھ ساتھ نیکو کار ہیں خدا نے ان سے وعدہ کر لیا ہے کہ دنیا کی سلطنت ان کو عطا فرمائے گا لیکن حکومت عطا کرنے کا منشاء یہ ہرگز نہیں کہ چند ظالموں کے پنجہ سے دنیوی مردار کو نکال کر دوسرے مردار خور گِدھوں کے حوالہ کر دیا جائے بلکہ دنیوی سلطنت کے دینے کا اصلی منشاء دین کو مستحکم کرنا ہے اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ دنیا کی طلب حکومت کی خواہش اور سلطنت کے حصول کی کوشش ممنوع نہیں مگر جذبہ دینی کے تحت ہونا چاہیے حصولِ دولت و حکومت سے مقصود یہ ہو کہ اشاعت دین اور استحکام اصولِ قرآنی ہو تبلیغ اسلامی بے روک ٹوک کی جائے محض دنیا طلبی مقصود نہ ہو جو حکومتیں اور قومیں اللہ کے انعام کی ناشکری کرتی ہیں یعنی انعام کی اصلی غرض کو منتہائے نظر نہیں بناتیں اور مال و دولت کو محض عیش پرستی و آرام طلبی کا وسیلہ سمجھ لیتی ہیں ان سے وعدہ نصرت نہیں ہے وہ نافرمان ہیں۔

اس فقرہ میں دور حاضرہ کے مسلمانوں کے لیے خزانہ نصیحت پوشیدہ ہے کہ چونکہ تمہارے اعمال خراب ہو گئے، دنیا کو تم نے مطمح نظر بنا لیا اور اسلام کو خیرباد کہہ دیا ہے یا زیادہ سے زیادہ غرض ثانوی قرار دے لیا ہے۔ اس لیے خدا نے بھی تمہاری مدد کرنی چھوڑ دی اور تم کو ذلیل کر دیا اب بھی اگر نماز کی پابندی کرو گے اور رسول اللہ صلعم کے بتائے ہوئے راستہ پر چلو گے تو خدا تعالیٰ تم پر ضرور رحم فرمائے گا۔

زمین پر اقتدار پا کر اور سلطنت و شوکت حاصل کر کے بنی اسرائیل کی طرح خدا اور اس کے رسول سے برگشتہ نہ ہو جانا بلکہ نماز روزہ اور جمیع امور میں اس کے احکام کی پابندی کرنا ورنہ قہر الٰہی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ شوکت و سلطنت چھین لی جائے گی اور جو دنیا میں اقتدار پا کر سرتابی کرتے ہیں اور تکبر میں آکر دین کی پرواہ نہیں کرتے ان کو یہ نہ سمجھو کہ وہ خدا کے قبضہ میں نہیں رہے دنیا میں بھی وہ رسوا ہوں گے اور آخرت میں بھی ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اے مسلمانو! آج تم کفار سے دبے ہوئے ہو اور تمہارے مقابلے میں روم و ایران وغیرہ بڑی بڑی سلطنتیں ہیں یہ سب ہمارے بس میں ہیں ان کو ہم مغلوب و مقہور کرنے پر قادر ہیں۔

خدا کی عطا کردہ نعمتوں کو بھلا دینا ایک ایسا عظیم جرم ہے جس کی سزا قومی ہلاکت، اجتماعی تباہی اور عمرانی بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ احسانات پر اترا کر احسان فراموشی ایسا کفران نعمت ہے جس کا نتیجہ نہایت ہی دور اور تباہ کن ہوتا ہے اس لیے اسلام نے ہر حال میں خدا کی یاد کی تلقین کی ہے اور اس کے ذکر کا وعدہ لیا ہے تاریخ گواہ ہے کہ جن قوموں کو خدا نے ناز و نعمت میں پالا وہ ان میں پھنس کر خدا کو بھول گئیں تو وہ صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ آپ نے پڑھا ہو گا کہ روم و فارس کی قدیم و متمدن حکومتوں کو عرب کے بدوؤں نے مٹا دیا۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں رسول مقبولؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بادشاہوں کا مالک ہوں اور

(باقی صـ۱۳ پر)

بقیہ: راہِ عمل

۲۴- انسان بنانے کا نصاب اور دستور العمل قرآن ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی احادیث اور اسوۂ حسنہ اور اس کے بعد پھر صحابۂ کرامؓ بھی معیار ہی ہیں۔

مجلس ذکر ۲۴ر اپریل ۱۹۵۸ء

۲۵- میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر تجھے دولت مندوں کے ساتھ صحبت کا اتفاق پڑے تو ان سے عزت اور وقار کے ساتھ مل۔ اور فقیروں سے نرمی اور تواضع کے ساتھ۔ اور تجھے نرمی، عاجزی اور اخلاص اختیار کرنا چاہیے۔

(فتوح الغیب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مقالہ ۲۵)

۲۶- اے مومن! اپنی آخرت اور دین کے کام کو اپنا اصل مال بنا اور دنیا کو اس کا نفع، اپنا وقت اول اپنی آخرت حاصل کرنے میں خرچ کر۔ پھر اگر تیرے وقت سے کچھ بچ جائے تو اسے اپنی دنیا اور اپنی زندگی کے اسباب کی تلاش میں خرچ کر۔ اور اپنی دنیا کو اصل مال اور آخرت کو اس کا نفع نہ بنا۔ ر آخرت کو فراموش کر کے دنیا کمانے میں نہ لگ جا ۔ (۲۶)

۲۷- ہر بلا و مصیبت کے خاتمہ کا وقت مقرر ہے۔ مقررہ مدت آگے پیچھے نہیں ہوتی وقت سے پہلے مصائب کے اوقات بدل کر آرام و آسائش نہیں بنتے۔ اسی طرح دکھ کا وقت بدل کر وقت سے پہلے سکھ کا وقت نہیں بنتا۔ اور وقت سے پہلے مفلسی تونگری میں تبدیل نہیں ہوتی۔ پس تجھے چاہیے کہ ادب کا دامن نہ چھوڑے۔ اور صبر و رضا اور خاموشی کے ساتھ اپنے پروردگار کے ساتھ موافقت پکڑنی چاہیے اور اپنی ناراضگی اور اس کے فعل میں اس پر الزام دھرنے سے توبہ کرنی چاہیے۔ (ایضاً ۲۳)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا فاضلانہ

درس قرآن

منعقدہ ۲۵ر جون ۱۹۶۸ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(سورت توبہ) (۳)

آپ میں سے بعض دوستوں کو یاد ہوگا کہ ۱۹۳۹ء - ۱۹۴۰ء میں جب جنگ چھڑی ہے، دوسری جنگِ عظمیٰ تو اس میں روز ویلٹ اور چرچل تھے۔ ان دونوں نے درخواست کی سلطان عبدالعزیز سعود رحمۃ اللہ علیہ سے (اللہ ان کو جنت نصیب فرمائے۔ بہادر مجاہد قسم کے سلطان تھے) کہ ہم آپ کے ساتھ کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا "کہاں؟" "جہاں آپ فرمائیں گے ہم آجائیں گے"۔ انہوں نے فرمایا "مکہ مکرمہ بھی ارضِ حرم ہے اور مدینہ منورہ بھی ارضِ حرم ہے — ان دونوں حرموں میں غیر مسلم داخل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایک جنگی جہاز پر تجویز ہوئی ملاقات کی۔ سلطان رابغ کی بندرگاہ پر تشریف لائے اور اس جہاز میں بیٹھ کر ان دونوں کے ساتھ بات چیت کی۔ اور جہاں تک میں نے پڑھا ہے سلطان کی تاریخ میں "اَلْاِمَامُ الْعَادِلْ ہیں" جو سفیر تھا پاکستان میں سعودی عرب کا، علامہ عبدالحمید خطیب، جو کہ شیخ الحرم تھے (اللہ ان کو جنت نصیب فرمائے، فوت ہو چکے ہیں) مکہ مکرمہ میں شیخ الحرم تھے۔ درس حدیث دیتے تھے۔ شیخ الحدیث تھے، شیخ الحرم تھے۔ پھر سعودی حکومت نے سب سے پہلا جو پاکستان میں سفیر مقرر کیا وہ علامہ شیخ عبدالحمید خطیب تھے، بہت اچھے آدمی تھے۔ انہوں نے سلطان عبدالعزیز کی سوانح حیات لکھی ہے۔ جس کا نام ہے "الامام العادل" عربی میں ہے۔ اور اب دوسری زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے — اس میں وہ لکھتے ہیں کہ سلطان عبدالعزیز نے ان سے کہا کہ ہم آپ کی مدد کرتے ہیں لیکن ایک شرط ہے — کہ فلسطین سے یہودیوں کو نکال دیا جائے۔ تو ان دونوں نے کہا۔ کہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ فلسطین سے یہودیوں کو نکال دیا جائے گا۔ لیکن نہ سمجھ سکے سلطان صاحب کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرما دیا کہ لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ (المائدہ ع۵) ان کی باتوں پر کوئی اعتماد نہ کیا جائے۔

اور پھر قرآن نے کیا فرمایا؟ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (پ۴ س آل عمران ع ۳ آیت ۱۱۸)

قرآن پڑھیں تو پتہ چلے۔ کہتے ہیں قرآن کیا ہے؟ (نعوذ باللہ من ذالک) قرآن پڑھے تو مسلمان بھٹکتا ہی نہیں، قرآن پڑھتا تو کبھی ذلیل نہ ہوتا۔ ذلت تو اسی لئے ہے کہ قرآن سے مسلمان کٹ گیا۔ قرآن مجید نے کیا فرمایا؟ کہ اے مسلمانو! لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ۔ اپنے سوا دوسری کسی قوم کو اپنا استر نہ بناؤ۔ بطانہ کہتے ہیں کوٹ کے استر کو۔ اندر کی طرف جو کپڑا لگا ہوتا ہے۔ وہ بدن کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔ یعنی اپنے سوا کسی دوسری قوم کو، کسی دوسری ملت کے پرستار کو اپنا رازدار اور رازداں نہ بناؤ۔ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وہ تو تمہیں ذلیل کرنے میں ذرا کسر بھی نہیں چھوڑتے۔ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ۔ وہ تو خوش ہوتے ہیں جس چیز سے تمہیں دکھ پہنچے۔ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ۔ وہ منہ سے بھی کتنی دفعہ حسد اور بغض کی باتیں کر چکے ہیں۔ لیکن مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ ان کے اندر جو کچھ چھپا ہے وہ تو بہت بڑا ہے۔ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ کاش تم میں عقل ہوتا، تم سمجھدار ہوتے تو میری کھلی کھلی باتوں کو سمجھ سکتے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ نے غزوۂ بدر کو یوم الفرقان قرار دے کر مسلمانوں کو حکم دیا کہ اب تمہارے لئے مرکزی جگہ کون سی ہونی چاہئے؟ جَزِيْرَةُ الْعَرَبِ۔ اگر ساری دنیا میں خدا نخواستہ اسلام باقی نہ رہے اور جزیرۂ عرب میں باقی رہا تو تم یہ سمجھ لو کہ دنیا میں اسلام پھر چمکے گا، پھر پھیلے گا، پھر پھولے گا، پھر پھیلے گا — لیکن اگر ساری دنیا میں اسلام باقی رہا اور خدا نخواستہ ارضِ حجاز اسلام سے خالی ہو گئی تو پھر کچھ معاملہ ٹیڑھا ہی سا بن جائے گا۔ اور اگر آپ دوستوں نے دیکھا ہوگا تو حدیثوں میں آتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے قریب اسلام مدینہ منورہ کی طرف اس طرح دوڑتا ہوا چلا آئے گا جس طرح کہ سانپ اپنے بل کی طرف دوڑتا ہے یعنی قیامت کے قریب دنیا سے اسلام مٹ جائے گا، لیکن مدینہ منورہ پھر بھی اسلام سے آباد اور شاداب رہے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرکز کی شادابی، مرکز کی تروتازگی اور مرکز کی آبادی سارے عالم کی آبادی ہے۔ اور روحانیت کے علماء نے تو لکھا ہے کہ بیت اللہ شریف میں کسی کام کی ایجاد ہو جائے تو وہ کام ساری دنیا میں پھر پھیل جاتا ہے کیونکہ بیت اللہ المکرم ساری کائناتِ ارضی کا بہت بڑا مرکز ہے۔ روحانی اعتبار سے جو کام وہاں سے شروع ہو وہ ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے — میں اس موضوع کی طرف زیادہ نہیں جاتا کیونکہ وقت تھوڑا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آج اس سورت کے اس رکوع کو ختم کر دیا جائے۔

تو میرے بزرگو، میرے بھائیو! سورتِ براءۃ میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو خود اعتمادی کا سبق دیا کہ اپنے آپ پر اعتماد کرو۔ ان سب سے کہہ دو تھوڑی دیر کے لئے آپ سوچیں جس وقت یہ اعلان ہوتا ہوگا اس وقت مسلمانوں کی تعداد آپ کے خیال میں کتنی ہوگی؟ کتنے کروڑ ہوں گے —؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جب خطبہ دیا اور اس میں جو اپنی امت کو خطاب فرمایا۔ اس وقت صحابہ کرامؓ کی جو تعداد مؤرخین نے لکھی ہے وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم و بیش صحابہ کرام تھے۔ آپ سوچیں، غور فرمائیں۔ جس قوم کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہو وہ ساری دنیا میں کیا کہتی ہے۔ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ۵ وَرَسُوْلُہٗ ط —— سن لو، دنیا والو! اِلَی النَّاسِ —— لوگوں کی طرف —— یعنی عربوں کی طرف نہیں، صرف مصریوں کی طرف نہیں، صرف بھارت والوں کی طرف نہیں —— اِلَی النَّاسِ —— سب دنیا کی طرف۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش مسلمان اعلان کرتے ہیں۔ کیا اعلان کرتے ہیں؟ کہ سن لو! ہمارا اللہ اور ہمارا رسولؐ تم سے بیزار ہیں اور تمہارے سامنے ہمارے اللہ اور ہمارے رسولؐ نے جو باتیں رکھی ہیں وہ یہ باتیں ہیں کہ یا اطاعت قبول کرو یا جزیہ دو یا میدان میں نکل آؤ۔ تو اندازہ لگائیں اس خود اعتمادی کے سبق کا —— نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خود اعتمادی کا سبق دیا کہ مسلمانوں میں اعتماد پیدا ہو، خود اعتمادی ہر حال میں قائم رکھی جائے۔ ہم جب وضو کرتے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ وضو کرتے وقت کسی دوسرے کا سہارا نہ لیا جائے کہ لوٹے میں پانی ایک ڈالتا ہے اور وضو مولوی صاحب یا قاضی صاحب یا حضرت صاحب کرتے ہیں۔ اگر معذور ہیں تو پھر تو خیر کوئی بات نہیں۔ جان بوجھ کر معذور نہ بنیں۔ اعتماد اپنا خود پیدا کرے۔ اگر وہ خود وضو نہیں کر سکتے تو مورچے میں بیٹھ کر بندوق کیسے چلا سکیں گے؟ وہاں کون ہوگا؟ مسلمانوں کو خود اعتمادی کا سبق دیا۔ عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ (المائدہ ۱۰۵) دوسروں کی طرف مت دیکھو، اپنے وجود کو مستقل سمجھو۔ تم سمجھو کہ میرا اللہ میرے ساتھ ہے اور یہی سبق دیا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو۔ دیکھئے غارِ ثور میں آپؐ کے ساتھ کون تھا؟ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی میرے بزرگو اور میرے بھائیو! مکہ مکرمہ سے آپؐ چلتے ہیں، مدینہ منورہ کو جا رہے ہیں۔ راستے میں غارِ ثور میں آپؐ نے پناہ لی۔ حضرت صدیق اکبرؓ حضورؐ کے ساتھ تھے۔ اور صرف ایک آپؐ کی جان ہے —— جانِ پاک —— اور ایک صدیق اکبرؓ ہیں ساتھ —— تو صدیق اکبرؓ بتقاضائے بشریت گھبرا جاتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں کہ اللہ کے نبیؐ! ہمیں وہ پکڑ لیں گے کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں، غار کے سامنے، مجھے کفار اور مشرکین مکہ کے پاؤں نظر آ رہے ہیں، تو وہ غار کے منہ پر، دہانے پر پہنچ چکے ہیں —— کیا فرمایا نبی کریمؐ نے؟ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (توبہ ۴۰) صدیق! مت گھبرا، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اللہ میرے ساتھ ہے۔ اللہ میرے ساتھ بھی ہے، اللہ تیرے ساتھ بھی ہے (مَعَنَا جمع کا صیغہ ہے) میرے ساتھ بھی وہی اللہ ہے تیرے ساتھ بھی وہی اللہ ہے۔ گھبرانے کی کون سی بات ہے۔ یعنی اعتماد کر اپنے آپ پر عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ اپنے آپ پر اعتماد پیدا کرو۔ دعا کیا کرو اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو خود اعتمادی کی توفیق عطا فرمائے اور مسلمان اس بات کو سمجھ لیں کہ جب ہم دنیا میں تھوڑی سی تعداد میں تھے ہم نہیں مٹ سکے۔ تو آج تو دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ دنیا کی کون سی طاقت ہے جو ہمیں مٹا سکتی ہے؟ کاش مسلمان اس سیرت پر چلیں جو سیرت ہے جناب نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی، جو سیرت ہے خلفائے راشدین کی، جو سیرت ہے صحابہ کرامؓ کی، جو زندگی ہے علماء برحق کی۔ تو مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا کرو۔ خود اعتمادی میرے بزرگو، سب سے بڑا سبب ہے، سب سے بڑا ہتھیار ہے اور سب سے بڑی اساس اور بنیاد ہے۔

تو سورت براءۃ میں مسلمانوں کو خود اعتمادی کا سبق دیا گیا ہے اور خود اعتمادی کے سبق میں یہ فرمایا کہ جن کے ساتھ تمہارے عہد و پیمان ہیں ان عہد و پیمان کو پورا کرو۔ اور جن کو تم نے ویسے موقع دیا سوچنے سمجھنے کا ان کا بھی سوچنے سمجھنے کا وقت گذر جائے تو ان کے سامنے بھی یہی مسئلہ رکھو کہ بھائی وقت اب گذر چکا ہے۔ اگر تم نے ہماری بات مان لی تو فبہا، نہ مانی تو پھر آؤ ہمارے ساتھ مبارزت کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اس تمہید کے بعد میں ترجمے کے ساتھ تشریح عرض کرتا جاؤں گا تاکہ اللہ کرے یہ رکوع آج پورا ہو جائے تو پھر انشاءاللہ آئندہ اگلی سورت کو شروع کریں گے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ: نیکوکار مومنین سے ۔۔۔۔

تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہوں اور بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں اگر میرے بندے میری اطاعت کرتے ہیں تو میں بادشاہوں کے قلوب انکے واسطے رحمت والے اور نرم کر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں بادشاہوں کے قلوب سخت کر دیتا ہوں جس کی وجہ سے وہ ان کو سخت عذاب چکھاتے ہیں۔ لہذا تم لوگ بادشاہوں پر بددعا کرنے میں مشغول نہ ہو بلکہ اپنے نفسوں کو ذکر اور عاجزی کی طرف مائل کرو تمہاری جانب سے میں بادشاہوں کو کافی ہوں۔ مشکوٰۃ (باب امارت و قضا)

خط و کتابت

کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

بقیہ: مجلسِ ذکر

پیغمبروں کو پیغام ہدایت دے کر دنیا میں بھیجا اور اُن کی تائید و توثیق کے لئے یکے بعد دیگرے متعدد نبی آتے رہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے ساتھ ہی نبوّت کا دروازہ کلی طور پر بند کر دیا گیا اور آپ کی دعوت قیامت تک کے لئے انسانوں کی رہنمائی کے لئے پسند فرمائی اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے سر لی اور جس مقصدِ خاص کے لئے سابق انبیائے کرام دنیا میں آتے رہے اس نصب العین اور دعوت کو دنیا میں عام کرنے کے لئے علماء حقانی اپنا اپنا مشن پورا کرکے دنیا سے سدھار رہے ہیں۔

عبادات کا ذوق و شوق

بے شک اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور مولانا رومؒ کی اس تشریح کے ساتھ اللہ تعالیٰ جس کو عبادت کی توفیق دیتے ہیں وہ اس پر اکڑتا، اینٹھتا اور اظہارِ تکبّر نہیں کرتا بلکہ ع

نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں!

اللہ کا سچا بندہ بن کر اطاعت و بندگی میں زیادہ منہمک ہو جاتا ہے۔ عبادات نفلی بھی ہیں اور فرضی بھی، اور کچھ ان دونوں کے درمیان مؤکدات بھی کہلاتی ہیں جیسے نماز فجر سے مقدم سنتیں اور وتر ہیں۔ فرضی عبادات تو ظاہر ہے کہ چند منٹوں کی ہیں جو انسان ادا کرے تو مقصدِ زیست کسی حد تک پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن جسے حق تعالیٰ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق دیں تو یقیناً حق تعالیٰ اضعاف مضاعفہ اجر عطا فرماتے ہیں اور تعلیم اسلام بھی یہی ہے کہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

(پ۱۳ س ابراہیم آیت ۷)

فرض عبادات کے ساتھ ساتھ جس قدر ذوق و شوق سے انسان نفلی عبادات میں حصہ لے گا اُسی قدر حق جلشانہٗ کے انعامات کا مستحق ہوگا جیسا کہ شعبان کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اس ماہ میں بکثرت روزے رکھے گا وہ گویا میرے اتباع میں ہوگا، اور جو رمضان میں روزے رکھے گا وہ گویا خدا کے حکم سے اپنا فرض پورا کرتا ہے۔ اسی طرح نمازوں میں، صدقات میں اور دیگر عبادات میں انسان جتنا زیادہ انہماک کے ساتھ حصہ لے گا اتنا ہی زیادہ انعاماتِ الٰہیہ سے سرفراز کیا جائے گا۔ عام طور پر لوگ چاشت اور اوابین پڑھتے ہیں اور اکثر اپنے دین دنیا کے مقاصد کی تکمیل پر نفل مان لیتے ہیں اور مقصد کی تکمیل پر اپنی منّت پوری کرکے اللہ کو راضی کرنے کے لئے اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں۔ بعض لوگ چھوٹے چھوٹے کاموں پر بڑی بڑی نفلی عبادات مثلاً روزے، حج، صدقہ وغیرہ مان لیتے ہیں لیکن یہ کوئی ضروری نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری عبادات کی کیا ضرورت پڑی ہے؟ انسان اپنی اغراض و ضروریات کے لئے اللہ کو پکارتا ہے اور حق تعالیٰ عموماً کامیابی سے سرفراز فرما دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز سے خوب واقف ہیں ع

عیاں را چہ بیاں!

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ

(پ۲ س البقرہ آیت ۲۲۰)

عبادات پر انعاماتِ الٰہی کا ایک عجیب واقعہ

ایسا ہی ایک واقعہ مجھے یاد آ گیا کہ ایک دفعہ ہمارے معظم و مکرم بھائی حضرت مولانا حبیب اللہ مدظلہ العالی مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ منت مان آئے کہ میں ایک ہزار طواف کروں گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے والدین سے اس حج میں ملاقات کرا دے۔ سو اللہ کی قدرت کے قربان جایئے کہ یہاں حالات سفر ہم تینوں کے حق میں چنداں سازگار نہیں تھے لیکن ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ مشکلات اور درمیانی موانع دیکھتے ہی دیکھتے خود بخود دُور ہوتے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے جلد سے جلد حرم کعبہ شریف میں پہنچا دیا۔

اب یہ بات بظاہر تو آسان ہے لیکن عملاً انسان کو اس کی دشواریوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مختصراً اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک سال سفرِ حج کے لئے گھر میں ایک ہی شخص کے لئے زادِ راہ تھا۔ اس لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس سیہ کار سے فرمایا "تم اپنے لئے درخواست دے دو۔ وہاں مولوی حبیب اللہ بھی یہ دعائیں کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ والدین ماجدین کو سفرِ حج پر لائیں اس لئے میں اگر اکیلا جاؤں اور تمہاری والدہ ساتھ نہ ہو تو ظاہر ہے اس کی خوشی پوری نہ ہو گی۔ گذشتہ برس چونکہ مولوی حمید اللہ سفرِ حج میں ہمارے ساتھ تھا اس لئے اس سال تمہارا ہی نمبر ہے۔"

چونکہ حج کے فارم میں پوچھا جاتا ہے کہ اس سے قبل حج کیا ہے یا نہیں، ظاہر ہے کہ ہم لوگ غلط بیانی سے رہے، لہٰذا درخواست نامنظور ہو گئی۔ اب قدرت کا کرشمہ ملاحظہ کیجئے کہ اُنہی دنوں حضرتؒ کے متعلقین میں سے ایک خاص بغرضِ ملاقات حاضر ہوئے کہ فلاں دن حج کے لئے کراچی سے روانگی ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فارغ کر دیا اور وہ چلے گئے۔ انہوں نے کراچی جاکر کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی اور ایک کی بجائے ہم تینوں یعنی حضرت رحمۃ اللہ علیہ، والدہ محترمہ اور اس سیہ کار کے لئے اس سال کے آخری ہوائی جہاز سے سیٹیں بک کرا دیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو لاہور میں فون پر اطلاع دے دی کہ آج ہی بعد نمازِ مغرب گاڑی سے کراچی کے لئے روانہ ہو جائیں، پرسوں جناب کے لئے فلاں ہوائی جہاز پر سیٹیں بک ہو چکی ہیں۔

اس خوشی میں فوراً تیار ہو گئے۔ ادھر یہ گنہگار ان دنوں حضرت رحمۃ اللہ سے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" پڑھا کرتا تھا۔ میں نے وہ کتاب جلد بندی کے لئے دے رکھی تھی وہ لے کے بعد مغرب گھر پر حاضر ہوا تو دیکھتا ہوں کہ حضرتؒ اور والدہ مرحومہ کار پر سوار ہو رہے ہیں اور بے حساب آدمی کھڑے ہیں۔ استفسار کرنے پر معلوم ہوا کہ مجھے ڈھونڈ ڈھانڈ کر مایوس ہوکر دونوں ہی روانہ ہونے کے لئے کوشش کر رہے تھے تا آنکہ یہ گنہگار وہاں پہنچ گیا۔ والدہ مرحومہ نے کہا "بھئی تم کہاں چلے گئے تھے؟ ہم تو تمہیں چھوڑ کر ہی حج کے لئے جا رہے تھے، کار میں جلدی بیٹھ جاؤ۔" ادھر اسٹیشن پہنچتے ہی بعض واقف حضرات کی واقفیت کی وجہ سے ہمارے لئے سیکنڈ کلاس کی تین سیٹیں بک ہو گئیں۔

اوکاڑہ سے کچھ آگے نکل کر یہ خیال ہوا کہ کچھ تھوڑے بہت پیسے اس سلسلے میں تھے، وہ بھی ہم گھر بھول آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ چونکہ میں کراچی میں کاروبار کرتا رہا ہوں اس لئے میرے کچھ

تاجر واقف ہیں، میں ان سے ادھار لینے کے لئے کوشش کروں گا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اپنی جماعت سے ادھار لینا بالکل پسند نہیں کرتا اس لئے تم جانو تمہارا کام۔ میں تو کراچی سے واپس آنے کو کسی آدمی سے ادھار لینے پر ترجیح دوں گا۔"

خدا کی شان کراچی پہنچ کر حضرت اپنے متعلقین و متوسلین کے پاس تشریف لے گئے اور میں ایک گاڑی لے کر کے اپنے مقصد کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ سو اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ جس شخص سے جا کر کے مختصر سا بیان کیا اس نے بے چون وچرا دس ہزار روپیہ بغیر لکھت پڑھت کے عطا فرما دیا اور میں بخوشی لوٹ آیا، جس پر والدین ماجدین نہایت مسرور ہوئے۔

اس کے بعد احرام وغیرہ کی چادریں خریدنے کے لئے میں اور حضرتؒ ایک بجے شب کے قریب ایک دوکان پر گئے اور احرام کی چادریں خرید لیں اور باقی تیاری کر کے صبح کی نماز حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے باجماعت ادا کرنے کے بعد ایئرپورٹ پہنچ گئے۔ غرض نو بجے کے قریب کراچی سے روانگی ہوئی اور جدے میں بعافیت ظہر کی نماز باجماعت پڑھی۔

کچھ دیر بعد مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوئے اور عشاء کی نماز کے قریب وہاں پہنچ گئے۔ معلم صاحب نے حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب کو ڈھونڈنے کے لئے اپنے لڑکے کو حرم میں بھیجا اور تھوڑی دیر کے بعد ہنستے چہرے کے ساتھ مولانا حبیب اللہ صاحب کو آتے ہوئے دیکھا۔ وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ "میں نے جب مدینہ منورہ سے چلتے وقت اللہ تعالیٰ سے یہ منت مانی تھی کہ اگر والدین کو اللہ تعالیٰ حرم میں ملا دے تو بیس ہزار طواف ادا کروں گا۔ سو خدا کی قدرت، میں دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اتنی جلدی بھی کسی کی دعا قبول ہو سکتی ہے کہ ادھر میرا ہزارواں طواف پورا ہوا اور مقام ابراہیم پر دو نفل پڑھ کر سلام پھیر ہی رہا تھا کہ معلم کے لڑکے نے اطلاع دی کہ حضرت تشریف لے آئے ہیں۔" اور ہم ان کے ساتھ بہت جلدی عرفات کو روانہ ہو گئے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو بندگی کا حق ادا کر کے اپنے مولیٰ

دعا

کو راضی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حق تعالیٰ شانہٗ اپنے بیش از بیش انعامات سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

بقیہ: امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کہ مندرجہ ذیل تین واضح خصوصیات میں ترقی کرنے کی وجہ سے انسان نے حیوانات پر امتیاز حاصل کیا ہے۔

۱۔ رائے کلی یا رفاہ عام:۔ حیوانات کے برعکس، انسان فطری طور پر مل جل کر اور اجتماع پیدا کر کے اس کے اندر رہ کر زندگی گزارنے والی نوع ہے۔ وہ ابنائے نوع کی فلاح و بہبود کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے اس کا یہ عمل رائے کلی کے مطابق کہا جائے گا۔

۲۔ حب جمال یا نفاست پسندی:۔ یہ جذبہ انسانی زندگی کے تمام گوشوں۔ خوراک، لباس، رہائش، حتیٰ کہ انسانی تعلقات تک میں کار فرما ہے۔

۳۔ مادہ ایجاد و تقلید:۔ حضرت امامؒ فرماتے ہیں کہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جو زندگی کی مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں لیکن ان مشکلات کا حل دریافت نہیں کر سکتے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں۔ جو ان مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور قسم قسم کے آلات اور طریقے ایجاد کر لیتے ہیں۔

انسان زندگی کی شاہراہ پر آہستگی مگر باقاعدگی سے اپنا کٹھن سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ ان ایجادات نے انسانی ترقی کی راہیں کھول دی ہیں۔ اور وہ بہت آگے بڑھ گیا ہے۔ پہلے وہ دیہاتی زندگی بسر کرتا رہا پھر اس نے شہر بسائے اور اس کے بعد سلطنتوں کی بنیاد رکھی اور اب وہ بین الاقوامیت کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔

ارتفاق اول یا تمدن کی پہلی منزل میں انسان نے جھونپڑیاں بنائیں۔ اور میدانوں میں اور پہاڑوں پر ایک دوسرے سے دور دور گاؤں آباد کئے۔ اس منزل میں انسان نے زبان ایجاد کی۔ اور کھیتی باڑی اور دوسری صنعتوں کے طریقے پیدا کئے۔ اس نے برتن بنائے اور اپنے آپ کو گرمی سردی سے بچانے کے لئے لباس ایجاد کیا۔ اور مکانات کی تعمیر شروع کی۔ اس نے بیوی بچوں کے ساتھ گھر بنا کر رہنا اختیار کیا اور کئی قسم کے اوزار بنائے اور صنعتیں پیدا کیں۔

ارتفاق دوم یا تمدن کی دوسری منزل اس وقت شروع ہوئی جب انسان نے اپنے کثیر تجربات کی روشنی میں پہلی منزل کو کمال تک پہنچایا۔ اس منزل میں انسان نے رفاہ عامہ کے جذبے کو ترقی دی اور اس کے زیر اثر قصبے اور شہر آباد کئے۔ اس نے خاندانی زندگی کو منظم کیا اور مبادلہ اجناس کے طریقے دریافت کئے۔

ارتفاق سوم یا تمدن کی تیسری منزل میں انسان نے ریاست پیدا کی۔ جس میں شہریت اور سیاست کے جملہ شعبے قائم کئے۔ اس سے انسان میں قومی زندگی کا احساس پیدا ہوا۔

ارتفاق چہارم یا تمدن کی چوتھی منزل یوں پیدا ہوئی کہ جب قومی ریاستوں میں جھگڑے اور لڑائیاں پیدا ہوئیں تو ان کے اوپر ایک شاہنشاہی نظام پیدا ہوا۔ تاکہ امن و امان قائم کیا جائے۔ انسان نے ریاستوں کی باہمی جنگ و جدال سے شاہنشاہیت میں پناہ لی۔ امام ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ارتفاق چہارم تمدن انسانی کی اعلیٰ منزل ہے۔ ایک منزل میں ارتفاق چہارم شاہنشاہیت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور دوسرے موقع پر وہ بین الاقوامی اداروں کے اجتماع کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ بہرکیف دونوں حالتوں میں وہ ارتفاق چہارم ہی کہلاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

اجراء دار المبلغین

—— دفتر مرکزیہ تحفظ ختم نبوت ملتان شہر ——

حسب دستور دار المبلغین تحفظ ختم نبوت کا اجراء اس سال دفتر مرکزیہ تحفظ ختم نبوت ملتان میں مورخہ ۲۷ جولائی ۶۸ء بروز ہفتہ ہونا قرار پایا ہے۔ فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب شرکاء کو رد مرزائیت و عیسائیت کی تیاری کرائیں گے۔ تبلیغ دین و تردید باطل کا شوق رکھنے والے فارغ التحصیل علماء، ائمہ مساجد، جدید تعلیم یافتہ حضرات داخل ہو سکتے ہیں۔ باہر سے آنے والے حضرات کے قیام و طعام کا دفتر مرکزیہ ذمہ دار ہوگا۔ شائقین حضرات اپنی آمد سے ۱۵ ربیع الثانی ۲۲ جولائی تک مطلع فرمائیں۔ ملتان شہر و مضافات کے ائمہ مساجد و دینی ذوق رکھنے والے حضرات کو اس مبارک اجتماع سے فائدہ اٹھانے کی خصوصی دعوت دی جاتی ہے۔ (ناظم دفتر مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت ملتان۔)

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ

استاذ العلماء حضرۃ مولانا الحاج سید حامد میاں مدظلہ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
مرتبہ: محمود احمد عارف ہوشیارپوری

وعن ابی الدرداء انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقص علی المنبر و ھو یقول و لمن خاف مقام ربہ جنتان۔ قلت و ان زنی و ان سرق یا رسول اللہ۔ فقال الثانیۃ و لمن خاف مقام ربہ جنتان۔ فقلت الثانیۃ و ان زنی و ان سرق یا رسول اللہ فقال الثالثۃ۔ و لمن خاف مقام ربہ جنتان فقلت الثالثۃ و ان زنی وان سرق یا رسول اللہ قال و ان رغم انف ابی الدرداء (رواہ احمد)

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک صحابی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ منبر پر فرمایا کہ و لمن خاف مقام ربہ جنتان۔ (حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر) عرض کیا کہ و ان زنی و ان سرق یا رسول اللہ؟ یا رسول اللہؐ! اگر وہ چوری اور بدکاری کرتا رہے پھر بھی دہرا ہی اجر ملے گا۔ آپ نے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی (حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ اسی طرح کہہ دیا کہ و ان زنی و ان سرق یا رسول اللہ! اے اللہ کے رسولؐ! اگر وہ زنا اور چوری بھی کرتا ہے تو بھی دوہرا اجر ملے گا-؟ آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیسری مرتبہ پھر یہی آیت تلاوت فرما دی-

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالی کہتے ہیں- میں نے پھر (تیسری مرتبہ) وہی بات عرض کر دی کہ و ان زنی و ان سرق یا رسول اللہ؟ اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا و ان رغم انف ابی الدرداء- اگر ابوالدرداء کی ناک بھی رگڑی جائے تو بھی یہی ہو گا- یعنی اگر ابوالدرداء کو ایسا ہونا ناگوار بھی ہو کہ زنا و چوری کے باوجود خدا سے ڈرنے والے کو دوہرا اجر ملے تب بھی دوہرا ہی اجر ملے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس کے دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف ہو گا- جو حق تعالےٰ کے غصّہ اور عذاب سے لرزاں و ترساں رہے گا- رفتہ رفتہ اس کے گناہ چھوٹ جائیں گے — خوفِ خدا کے باعث وہ ہر گناہ کے کام سے بچتا رہے گا۔

حق تعالےٰ سے ڈرنا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہے اور اسے آخرکار نیکوکار بنا دے گی- جن کے قلوب میں خوفِ خدا راسخ ہو گا- ان سے گناہ کا صادر ہونا محال ہوتا جائے گا ایسے لوگ گناہوں اور غلط کاریوں سے تیزی سے دور ہوتے جاتے ہیں۔

خوفِ خدا ایک طرح کی نعمت ہے اس کا ثمرہ یہ بھی ہوتا ہے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے سب ڈرتے ہیں- جس سینے میں اللہ کا خوف ہوتا ہے اس سینہ میں غیراللہ کا خوف گھر نہیں کر سکتا- ہاں جو سینہ خوفِ خدا سے خالی ہوتا ہے- وہ پھر دوسروں کے خوف سے پُر ہو جاتا ہے- اُسے ہر چیز ڈراتی ہے وہ ہر شے سے خوف کھاتا ہے- اس کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے-

یہ بھی سمجھئے کہ اللہ تعالےٰ کا خوف تب پیدا ہو گا- جب آپ کو یہ یقین ہو کہ وہی ہمارا خالق اور مالک ہے- نفع و ضرر اسی کے ہاتھ میں ہے وہ علیٰ کل شئ قدیر ہے- اس سے زبردستی کوئی نہیں کر سکتا- وہ فعّال لما یرید ہے- جو چاہتا ہے کرتا ہے- کوئی بھی اس کا ہمسر اور شریک نہیں- اگر وہ پکڑے تو کوئی چھڑانے والا نہیں- اور انبیاء علیہم السلام اس کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں کر سکتے- آیت الکرسی میں ہے- من ذالذی یشفع عندہٗ الا باذنہ-

جو حق تعالےٰ سے اس کے شایانِ شایاں اعتقاد نہیں رکھتا وہ کبھی خوف نہیں کھائے گا- اور معاصی کے ارتکاب سے بھی کبھی باز نہیں آئے گا گناہ پر گناہ کرتا رہے گا اور آخرکار جہنم رسید ہو جائے گا-

مضمون حدیث پر واقعہ یاد آیا- کہ ایک دفعہ ہارون الرشید یہ کہہ بیٹھے کہ "مجھے ڈبل اجر و ثواب ملے گا" نہ معلوم انہوں نے کس نیت سے یہ بات کہی تھی- کہنے کے بعد وہ بہت پشیمان ہوئے- اور امام ابو یوسف رحؒ سے (جو بہت بڑے محدث قاضی قضاۃ اور امام اعظمؒ کے شاگرد خاص تھے- اور غیر معمولی استعداد کے مالک تھے) یہ قصہ بیان کیا- حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت فرمایا کہ آپ مجھے قسم کھا کر بتلائیں کہ آپ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں ہارون رشید نے بقسم جواب دیا کہ ہاں میں اللہ سے ڈرتا ہوں- آپ نے فرمایا- پھر فکر کی بات نہیں کیونکہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اسے دو جنتیں ملتی ہیں اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی- ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن-

اللہ تعالےٰ ہمارے سینوں کو اپنے خوف سے معمور فرمائے اور آخرت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب فرمائے- آمین!

مولانا محمد ضیاء القاسمی کی تقریر

۱۳ر جولائی بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء بیگم کوٹ لاہور کارپوریشن میں ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں مولانا محمد ضیاء القاسمی لائلپوری تقریر فرمائیں گے- (محمد اسحاق ناظم جلسہ)

اعلان

مرکزی جمعیت اتحاد القراء پاکستان کے مرکزی عہدیدار، مجلس شوریٰ کے اراکین کی خدمت میں التماس ہے کہ جمعیت کی ملکی سطح پر ٹھوس اور مضبوط بنیادوں پر تشکیل و تنظیم اور سہ سالہ جدید انتخاب کی ابتدائی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں۔ مشرقی و مغربی پاکستان کے جمیع قراء کرام اس پتہ پر رابطہ قائم فرمائیں۔

قاری محمد شریف قصوری جنرل سیکرٹری مرکزی جمعیۃ اتحاد القراء پاکستان دار العلوم عثمانیہ ورکشاپی راولپنڈی)

سالانہ جلسہ

جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ ملتان کا سالانہ جلسہ انشاء اللہ العزیز ۳، ۴، ۵ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۶، ۲۷، ۲۸ ستمبر ۱۹۶۸ء جمعرات جمعہ، ہفتہ منعقد ہوگا جس میں ملک بھر کے مقتدر علماء کرام، بزرگانِ دین اور مشاہیر قراء حضرات شمولیت کریں گے۔

ابوالحسن قاسمی مہتمم جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ ملتان۔

ہفت روزہ "خدام الدین" میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

چوتھی سالانہ سیرت کانفرنس

جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا کی چوتھی سالانہ کانفرنس بتاریخ ۲۶، ۲۷، ۲۸ ستمبر ۱۹۶۸ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار حسب سابق نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں مشرقی و مغربی پاکستان کے مشہور و معروف علماء کرام مشائخ عظام زعمائے ملت اور شعراء شرکت کریں گے۔

بچوں کا صفحہ

اعمالِ سیّئہ

(بُرے اعمال)

محمد سلیم ضیاء، لاہور

۱۳- قتل اور خودکشی

مسلمان کا مسلمان کو قتل کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہر بندے کی ہر حرکت سے واقف ہے تو ایک انسان کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ اپنے مخالف یا اپنے دشمن سے انتقام لینے کے لئے خود آمادہ ہو جائے۔ بے شک یہ خدا کے کاموں میں دخل دینا ہے۔ اور اس کی اجازت کسی بھی شخص کو نہیں دی گئی۔

خودکشی پر نظر ڈالو تو آخر ایک بدکار انسان اس کا مرتکب کیوں ہوتا ہے۔ تنگ دست ہے رزق بہم نہیں پہنچا سکتا۔؟ تو یہ تو خدا کا کام ہے اس نے ہی ہر ذی روح کے لئے جتنا مقرر کیا ہے پہنچا دینے کی ذمہ داری لی ہے۔ آخر سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ جان جو خدا کی دی ہوئی ہے۔ بندے کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے اختیار سے اس کو ضائع کرے۔ بے شک یہ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قاتل و مقتول دونو جہنمی ہیں۔ کسی نے دریافت کیا۔ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مقتول کا کیا قصور ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ مقتول بھی اپنے قاتل کے قتل کا ارادہ کرتا ہو۔

حضور نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ قیامت کے روز مقتول اپنا سر اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے قاتل کا گریبان پکڑ کر عرش معلی پر پہنچے گا۔ اور عرض کرے گا۔ الٰہی! مجھے اس نے قتل کیا ہے۔ حضرت حق کی طرف سے قاتل کو پیغام ہلاکت سنایا جائے گا۔ اور دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔

آپؐ نے فرمایا۔ جس نے جس طرح بھی اپنی جان کو ہلاک کیا ہے اسی طرح دوزخ میں ہلاک کرتا رہے گا۔ جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر مار دیا وہ قیامت میں پہاڑ پر سے اپنے آپ کو گراتا رہے گا۔ جس نے زہر پیا وہ زہر پیتا رہے گا۔ اور جس نے اپنے آپ کو چھری سے ذبح کیا وہ چھری سے ذبح ہوتا رہے گا۔

۱۴- ظلم کرنے والا حاکم (اور بغاوت)

بادشاہِ وقت سے بغاوت بھی ایک بدترین بدکاری ہے۔ ظالم حاکم بھی بدکاروں کے زمرے میں شامل ہے۔ ظلم کسی صورت میں معاف نہیں کیا جاتا ظلم کے معنی بلاوجہ کسی بے کس کو ستانے کے ہیں۔ ذاتی مفاد کی خاطر اپنے ماتحت ملازم کو تنگ کرنا بھی ظلم ہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ قیامت کے دن ظالم حاکم سے اس کی رعایا حجت و دلیل، بحث و مباحثہ کرے گی اور اس ظالم پر غلبہ پائے گی۔ تو اس ظالم کو حکم ہوگا جاؤ جہنم میں ایک گوشہ تمہارے لئے خالی ہے اس کو پُر کر دو۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جو حاکم فیصلہ کرنے میں انصاف نہیں کرتا اس پر خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت برستی ہے۔

نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جب تک کوئی حاکم ظلم نہیں کرتا خدا اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اور جب ظلم کرتا ہے اس سے خدا بیزار ہو جاتا ہے اور شیطان اس کا ساتھ دیتا ہے۔

۱۵- رشوت ستانی اور شراب خوری

رشوت ستانی ایک گونہ سود ہے اور سود سے بڑھ کر بد عمل اور کوئی نہیں۔ رشوت سے حاصل کیا ہوا مال حرام کمائی میں داخل ہے۔

شراب نوشی ہزاروں برائیوں کی جڑ ہے۔ ہمارے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سے منع فرمایا ہے۔

آپؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے کسی کی سفارش کی۔ پھر سفارش کرنے والے سے اس نے کوئی ہدیہ قبول کر لیا۔ تو اس نے اپنے اوپر سود کے دروازوں میں سے ایک بہت بڑا دروازہ کھول لیا۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ جس قوم میں رشوت پھیلی وہ دشمنوں سے ہمیشہ مرعوب ہوگی۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ رشوت دینے والا، لینے والا، اور دلوانے والا تینوں دوزخ میں ہیں۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ شراب پینے اور پلانے والے پر، خریدنے اور بیچنے والے پر، بنانے والے اور بنوانے والے پر، اٹھا کر لے جانے والے اور جس کے لئے لے جائی جائے اور جو اس کی آمدنی کھاتا ہو، ان سب پر اللہ کی لعنت ہے۔

آپؐ نے فرمایا۔ شراب پینے والے سے اس کا ایمان اس طرح چھین لیا جاتا ہے۔ جس طرح کسی سے اس کے کپڑے اتروا لئے جائیں۔

آپؐ نے فرمایا۔ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ شرابی قیامت میں پیاسا ہوگا۔

۱۶- غیر اللہ کی قسم دینا۔ قسم سب سے بلند شے کی کھائی جاتی ہے۔ اور ایک مسلمان کی نظر میں خدا ہی کی ہستی سب سے بلند و برتر ہے۔ اس بلندی میں خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کیا جا سکتا۔ سو خدا ہی کی ذات والا صفات کے سوا کوئی بھی اس لائق نہیں جسے یہ درجہ دیا جا سکے اور اسی بنیاد کی بناء پر غیراللہ کی قسم کھانا ناجائز ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے قسم کھاتے وقت یہ کہا۔ کہ اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو یہودی و نصرانی ہوں گا۔ تو اس شخص نے جیسا کہا ویسا ہی ہو گیا۔ خواہ وہ نماز پڑھتا رہے یا روزہ رکھتا رہے۔

۱۲ جولائی ۱۹۶۸ء

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷ نمبر

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۱۸۱-۲۴ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD9-2-۶۷/۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G۸۸۲/۴۰-۵۲۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۶ء